سوانح غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمۡ ﷺ

پیش لفظ

کتاب ''مناقبِ اَقطابِ اربعہ''(عربی) میں سے قُطبِ اوّل یعنی قُطبُ الاَقطاب، غَوثُ الاَغیاث، میرِ میراں، پیرِ پیراں، سیّدنا غَوثِ اَعظَم، شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سُبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سَوانح(حالاتِ زندگی) کا یہ مختصر سا خاکہ ہے، باقی تین اَقطاب(۱) سیّدنا شیخ سیّد اَحمد رِفاعی(۲) سیّدنا شیخ اَحمد بدوی(۳) سیّدنا شیخ دسوقی رَحِمَہُم اللہ تعالیٰ عَلَیہِم کے اَذکارِ جلیلہ آئندہ اشاعَت میں ہونگے۔ ان شاء اللّٰہ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض اَحمد اُویسی رضوی غُفِرَلَہٗ

بہاول پور، پاکستان

۲ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ

☆.....☆.....☆

تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِي افۡتَتَحَ لِأَوۡلِيَائِهِ طُرُقَ الۡهُدَى، وَأَجۡرَى عَلَى أَيۡدِيهِمُ الۡخَيۡرَاتِ، وَنَجَّاهُمۡ مِنَ الرَّدَى، فَمَنِ اقۡتَدَى بِهِمُ انۡتَصَرَ وَاهۡتَدَى، وَمَنۡ عَرَجَ عَنۡ طَرِيقِهِمُ انۡتَكَسَ وَتَرَدَّى، وَأُصَلِّي وَأُسَلِّمُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الۡمُنۡقِذِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَالرَّدَى، وَعَلَى آلِهِ وَأَصۡحَابِهِ أَعۡلَامِ الۡهُدَى.

اَمّابعد! بِفضلِہٖ تعالیٰ وَکَرمِہٖ اِس سال ۱۴۲۱ھ میں ربیع الاوّل و جمادی الاُولیٰ میں سفر مبارک حَرَمَین اور شام و عِراق کے مزارات کی زیارت اور دولتِ عُمرہ نصیب ہوئی۔ حضور غَوثِ اَعظَم سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سُبحانی قُطب صَمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ دُرِّبار(سخی دربار) میں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو مَشرقی جانِب کے دروازہ مبارک میں کُتُب فَروش(کتاب بیچنے والے) سے کتاب ''مناقبِ اقطابِ اربعہ''(عربی) خریدی۔ اور اُس کا ہَدیہ اَمیرِ قافلہ حضرت اَلحاج محمد اُویس قَرنی صاحب زِیدہ مَجدُہٗ نے ادا کر کے فرمایا کہ اِس کا اُردو ترجمہ ہو جائے تو اُس کی اِشاعَت میرے ذمہ ہو گی۔ فقیر نے اُسی وقت اُس کے ترجمہ مع اِضافات کا آغاز کر دیا کچھ حصّہ سفر میں ترجمہ کیا بقایا بہاولپور واپس آ کر مکمل کیا۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلَى ذٰلِكَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهِ وَأَصۡحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

مقدّمہ اَز مُصَنِّف کتاب: اُمَم (اُمّت) اِسلامیہ کے خوش بخت لوگ ہمیشہ اپنے اَسلاف کے تَذکرے وسَوانح (حالاتِ زندگی) بیان کرتے رہتے ہیں اِن سے اُن کی اصلی غرض وغایت (مقصد) عظمت وعِبرت کا حُصول (حاصل کرنا) ہوتا ہے اور تاریخِ اِسلام ایسی سَوانح (حالاتِ زندگی)، وتراجم اور تذکروں سے بھری پڑی ہے بالخصوص وہ مشاہیر جو تقویٰ وطہارت اور خدا خوفی سے آراستہ وپیراستہ زندگیاں بسر فرماگئے ان محبوبانِ خدا کے سرتاج سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی اور سیّد اَحمد رِفاعی اور سیّد اَحمد بدوی اور سیّد ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

میری یہ کتاب انہی حضرات کے تراجم وسَوانح (حالاتِ زندگی) پر مشتمل ہے کیونکہ بہت سے لوگ اُن کے اکثر حالات سے بے خبر ہیں اگر اُنہیں کچھ معلوم ہے تو معمولی، بلکہ جب میں نے اُن کے حالات وسَوانح (حالاتِ زندگی) پر کچھ تصنیفیں اور کتابیں پڑھیں تو خرافات وبِدعات ومُبالغات اور جھوٹ کے پُلندوں سے بھرپور تھیں جن کے پڑھنے سے اُن بزرگوں کی عظمت کے بجائے اُن کی بے قدری اور کمی شان کی دلیل بن سکتی ہیں اِسی لئے میں نے یہ مَجموعہ تیار کیا تاکہ اُن کی اَصل حقیقت کا اِنکشافِ تام (ظہور) اور مبنی بَر صَواب (درستگی پر مبنی) ہو۔ اُمید ہے کہ میری یہ کاوِش (کوشش) مُحِبّینِ اَولیاءِ کاملین کے ہاں قَدر ومَنزلت سے دیکھی جائیگی۔ (إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى) وَهُوَ الْمُوَفِّقُ[1]

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: مردانِ حَق (اَولیاء اللہ) کے تَذکرے راہِ حق کی طرف بلاتے ہیں اور طالبانِ حق کو منزلِ مقصود کی نشاندہی کراتے ہیں۔ بندگانِ خدا (اَولیاء اللہ) کی داستانیں ذکر وفکر، کَیف ومستی، عشق ومحبت، صبر واِستقامت، زُہد وعبادت، تسلیم ورضا، تَوَکُّل وتَفویض اوراِخلاص ومُروّت کی داستانیں ہیں لہٰذا اُنہیں پڑھنے والا مُتاثّر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن وحدیث نے ایمان وعِرفان کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔ عملِ صالح اور خُلقِ حَسَن (اخلاقِ حَسنہ) کا جو تصوّر پیش کیا ہے، زندگی گزارنے کے جو آداب سکھائے ہیں۔ حق وصَداقت کا علمبردار بن کر اُس کی حفاظت واِشاعت کے سلیقے تلقین فرمائے ہیں اُن سب کی عملی تفسیر حضراتِ اَولیائے کرام علیہم الرحمہ کی سیرت میں ملتی ہے۔ انسان جب تلخی حالات میں مَحصور (مقیّد) ہوجاتا ہے۔ اپنے پرائے بن جاتے ہیں زبان پر پہرے بٹھادیئے جاتے ہیں۔ ضمیر کے مطابق عمل کرنا دُشوار ہوجاتا ہے۔ اُس وقت جگر گوشہ رسول سیّدنا اِمام حُسین کے سچّے غلام حضرت اِمام اَعظَم ابو حنیفہ، سیّدنا اِمام اَحمد بن حنبل اور حضور مجدّد اَلف ثانی رضی اللہ عنہم، کی داستانیں دلوں کو ولولہ تازہ بخشتی ہیں اوروقت کے جابر سلطانوں کے سامنے کلمہ حق کہہ کر بہترین جہاد کے لئے تیار کرتی ہے۔ اُن کی شب بیداری (راتوں کو جاگنا)، نفس کَشی اور لِلّٰہیّت کے قصّے غَفلت وشَہوت کے پردے چاک کردیتے ہیں اور حِرص وہَوا (خواہشات) میں گھرا ہوا انسان ہَر دام (ویرانی اور تباہی) سے نکل کر "طائرِ لاہوتی" بننے کی کوشش کرتا ہے۔ سَنگدل (پتھر دل) لوگ سَوز وگُداز (رنج وغم کی کیفیت) سے بھرے ہوئے اُن واقعات سے رِقّتِ قَلب (نرمی دل) کی دولت حاصل کرتے ہیں اور غُرور وتکبّر کے پیکر عِجز ونیاز سے بَہرہ وَر (اقبال مند) ہوتے ہیں۔

حضرت فرید الدین عطّار قُدِّسَ سِرُّہ العزیز اپنی بے مثال کتاب "تذکرۃ الاَولیاء" کی وُجوہِ تَصنیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قرآن وحدیث کے بعد اَولیائے کرام کا کلام ہی اَفضل ترین ہے۔ اُن میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُن بزرگوں کا کلام دنیا کی محبت سے نکال پھینکتا ہے، دوم (دوسری) یہ کہ اُن کے کلام سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے، سوم (تیسری) یہ کہ اُن کے کلام کی برکت سے خدا کی دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، چہارُم (چوتھی)

---

[1] (سیرت اقطاب اربعہ، (مترجم)، مقدمہ، ج1 ص9الی10، مطبوعہ فروغِ اِسلام یوپی، سن اشاعت 1433ھ/2012ء)

یہ کہ اُن حضرات کا کلام سننے سے زادِ آخرت جمع کرنے کا عَزم(ارادہ) پیدا ہوتا ہے لہٰذا اِنہی چند خُصوصیات کی بِناء پر اِس تصنیف کو ضروری خیال کیا تا کہ یہ نامَردوں کو مرد، مَردوں کو شیر، شیروں کو فَرداور فَرد کو اَہلِ درد بنادے۔[2]

حضرت اِمام ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اَولیائے کرام کا وجود نظر نہیں آئے گا کیا کرنا چاہیے تا کہ لَغویات(فضولیات) وخَرافات سے محفوظ رہ سکیں؟ فرمایا اَولیائے کرام کے حالات کا ایک جز(حصّہ) وروزانہ پڑھ لیا کرنا۔(تذکرۃ الاَولیاء)[3]

حضرت بو علی دقاق سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص اَولیائے کرام کے حالات سننے کے بعد اُن پر عمل پیرا بھی نہ ہو تو کیا(محض سننے سے) فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا پھر بھی دو(۲) فائدے ہیں۔

(۱) اگر اُس میں حقیقت کی طلب ہو گی تو اُس میں اضافہ ہو جائے گا۔

(۲) مَغرور بندے کے غُرور میں کمی پیدا ہو گی۔[4]

شیخ اِمام عارفِ ربانی ابو یعقوب یوسف بِن ایوب صَمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا یا حضرت! جب اَہلُ اللہ ہم سے رُوپوش(پوشیدہ) ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں؟ فرمایا اُن کی باتیں دُہراتے رہو۔ ایک ولی کامل نے فرمایا تھا کہ کاش کوئی ایسا شخص ملے جو بندگانِ خدا کی باتیں کرتا جائے اور میں سنتا جاؤں یا میں سناتا جاؤں اور وہ سنتا جائے۔ اگر جنّت میں اَہلُ اللہ کے متعلق گفتگو نہیں ہو گی تو ہمیں جنّت سے کیا کام۔[5]

اگر یہ تَذکار(ذکر) راہِ حق کی طرف رہنمائی نہ کرتے تو آخر کتاب وسنّت میں اَنبیائے کرام اور اَولیائے عِظام کا ذکر کیوں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خداوندِ کریم کو اپنے محبوبوں کا ذکر اِس قدر محبوب(پسندیدہ) ہے کہ قرآنِ حکیم میں اُن سے تعلق رکھنے والے بعض جانوروں کا بھی ذکر بڑے اہتمام سے فرمادیا۔

اَصحاب الکہف اُمّتِ عِیسوی کے اَولیاء ہی تو تھے۔ اُن کی نسبت سے سورۃ کا نام سورۃُ الکہف تھا۔[6] اور اُن کے ساتھ ساتھ اُن کے وفادار کُتّے کا ذکر بھی فرمادیا۔ سورۃُ البقرہ میں جس ذبح شُدہ گائے کا ایک ٹکڑا لگا کر بنی اسرائیل کا مُردہ زندہ کرنے کا واقعہ آیا ہے۔ وہ بھی ایک مردِ حق کی گائے تھی اور اُسی کی نسبت سے سورۃ کو سورۃُ البقر(یعنی گائے کی سورۃ) کہا گیا۔[7] دنیا میں اَولیاء اللہ کے عُرس منائے جاتے ہیں یا اُن کے حالات پر کتابیں لکھی جاتی ہیں تو یہ اِسی سنّتِ الٰہیہ کے مطابق ہے بلکہ فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ [8](پارہ۲، سورۃ البقرۃ، اٰیت۱۵۲) کے وعدے کی تکمیل ہے۔

اللہ والوں کے تذکرے رحمتِ خداوندی کو جوش میں لاتے ہیں اور اُن کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ فرماتے ہیں:

ذِكْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ، وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ، وَذِكْرُ الْمَوْتِ صَدَقَةٌ، وَذِكْرُ الْقَبْرِ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ۔

(معاذ بن جبل المحدث: الألبانی المصدر: ضعیف الجامع الصفحة أو الرقم: ۳۰۴۸ البدایة والنهایة، جلد نمبر ۳، صفحه ۳۲۷، رقم الحدیث ۱۳۴۵)

---

[2] (تذکرۃ الاولیاء (العربی)، مقدمۃ المؤلف، 191/1، مطبوعہ الھیئۃ المصریہ العامۃ الکتب الطبعۃ الاولی، 2006ء)

[3] ((تذکرۃ الاولیاء (العربی)، مقدمۃ المؤلف، 190/1، مطبوعہ الھیئۃ المصریہ العامۃ الکتب الطبعۃ الاولی، 2006ء)

[4] (تذکرۃ الاولیاء (العربی)، مقدمۃ المؤلف، 189/1، مطبوعہ الھیئۃ المصریہ العامۃ الکتب الطبعۃ الاولی، 2006ء)

[5] (رسالہ قدسیہ از حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ، متن الرسالہ، 119/1، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، سن اشاعت 1395ھ/1975ء)

[6] (حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، سورۃ الکھف، 2/3، مطبوعہ دار الجیل)

[7] (تفسیر نعیمی، سورۃ البقرۃ تحت 152، سورۃ البقرہ کا نام، 109/1، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

[8] ترجمہ: تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

یعنی روایت ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، سے کہ حضور ہادی کونین ﷺ نے فرمایا: اَنبیاء کا ذکر عبادت کا حصّہ ہے اور صالحین (یعنی اَولیاء اللہ) کا ذکر (گناہوں کا) کَفّارہ ہے اور موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کو یاد رکھنا تمہیں جنّت کے قریب کر دے گا اَولیائے کرام کے تذکرے سے اُن کی محبت پیدا ہوتی ہے اور چونکہ یہ محبت محض خدا کے لئے ہوتی ہے لہٰذا ایمانِ کامل کی علامت اور بہترین عمل ہے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں وارد ہے: اور یہ محبت جنت کی چابی ہے۔[9]

حبِ درویشاں کلید جنت است* دشمن ایشاں سزائے لعنت است

(۱) مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ[10]

یعنی جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بُغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا تو اُس نے (اپنا) ایمان مکمل کر لیا۔

إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ[11]

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بُغض ہے۔

پیرانِ پیر سیّدنا غوثِ اَعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مُصَنِّف کتاب نے آپ کے القاب میں لکھا کہ

سَيِّدُنَا السَّنَدُ وَالْقُطْبُ الْأَوْحَدُ، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، زَعِيمُ الْعُلَمَاءِ، وَسُلْطَانُ الْأَوْلِيَاءِ، قُطْبُ بَغْدَادَ، الْبَازُ الْأَشْهَبُ، سَيِّدِي أَبُو صَالِحٍ مُحْيِي الدِّينِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيُّ الْحَسَنِيُّ أَبًا وَالْحُسَيْنِيُّ أُمًّا، حَنْبَلِيٌّ مَذْهَبًا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ۔[12]

نسب شریف از جانبِ والد گرامی قُدِّسَ سِرُّہ: آپ کا نَسب والد کی طرف سے یوں ہے:

الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّينِ عَبْدُ الْقَادِرِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجِيلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزَّاهِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى الْجَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَحْضِ بْنِ الْحَسَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيمَ۔[13]

نسب نامہ مادری: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ، کُنیّت ابو الخیر اور لقب اُمّتہ الجبار ہے۔

سَيِّدَةُ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّومَعِيِّ بْنِ أَبِي جَمَالٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مَحْمُودِ بْنِ طَاهِرِ بْنِ أَبِي عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي كَمَالٍ بْنِ عِيسَى بْنِ أَبِي عَلَاءِ الدِّينِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الْكَاظِمِ بْنِ الْإِمَامِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ بْنِ الْإِمَامِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ بْنِ الْإِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ بْنِ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيمَ۔[14]

اِس طرح آپ پدری لحاظ (والد کی جانب) سے حَسنی اور مادری حیثیت (ماں کی جانب) سے حُسینی سیّد ہیں۔

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: آپ کو یَہود و رَوافِض کے سوا تمام فِرقے نجیب الطّرفین مانتے ہیں۔ تفصیل و تحقیق اور یَہود و رَوافِض کی تَردِید فقیر نے اپنی کتاب ''اماطته الاذی عن غوث الوریٰ'' اور ''کیا غَوثِ اَعظَم سیّد نہیں؟'' میں لکھ دی ہے۔

---

[9] (الجامع الصغير مع فيض القدير، حرف الذال، 694/3، الحديث 4331، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت، سن طباعت، 1439ھ/2018ء)

[10] (سنن ابي داود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، 220/4، الحديث 4681، مطبوعه المكتبة العصرية، بيروت)

[11] (مسند أحمد، كتاب مسند الانصار، الباب حديث ابي ذر الغفاري رضى الله تعالى عنه، 229/35، الحديث 21303، مطبوعه مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 ھ 2001ء)

[12] (سیرت اقطاب اربعه، (مترجم)، مقدمه، ج1 ص9الی10، مطبوعه فروغ اِسلام یوپی، سن اشاعت، 1433ھ/2012ء)

[13] (تیسیر الشاغلین، (مترجم)، ذکر نسب و صفات جناب غوث پاک، 298/1، مطبوعه مکتبه قادریه، سن اشاعت 1433/2011)

[14] (سیرت غوث پاک از محمد داؤد فاروقی، 28/1، مطبوعه دار الاشاعت "الفیض" امر تسر، سن طباعت 1345ھ/1926ء)

نجیب الطرفین: جس خوش بخت کی نسبتِ نَسَبی حَسَنَین کَرِیمَین طیّبَین طاہرَین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مُتّصِل(ملا) ہو اُسے نجیب الطّرفین کہا جاتا ہے۔[15]

حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نسبِ پاک کے لئے خود فرمایا: ''أَنَا نَجِيبُ الطَّرَفَيْنِ۔''

یعنی میں نجیب الطّرَفین ہوں۔

صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نَسَبی رشتہ: حضور غَوثِ اَعظَم کی نانی پاک کا نام اُمّ سلمہ تھا اُن کا نسب ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے یوں ہے:

أُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ بْنِ الإِمَامِ طَلْحَةَ بْنِ الإِمَامِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الإِمَامِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ۔[16]

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ نَسَبی: عبد اللہ بن المظفر کی والدہ کا نام حَفصہ بی بی ہے۔ یہ عبد اللہ بن سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن المظفر سے تعلق کا بیان سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر میں آتا ہے۔[17]

سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتہ نَسَبی: عبد اللہ المحض رضی اللہ عنہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدّ تاسع ہیں اور اُن کا لقب المحض بھی اِسی لئے ہے کہ محض بمعنی خالص ہے اور آپ خالص بایں معنی ہیں کہ آپ اَز جِہَتِ اَب واُم مَوالی سے خالص ہے کیونکہ آپ کے والد گرامی حسن مثنّٰی بن سیّدنا حَسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ کی والدہ فاطمہ ہیں جن کا نکاح آپ کے والد کی وفات کے بعد عبد اللہ بن المظفر بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم سے ہوا۔[18]

فائدہ: اِس اعتبار سے حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نَسَبی رشتہ جُملہ خُلَفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم سے ہے اور اِس طرح کے رشتہ کا اِتّصال (قُرب) سوائے حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے کسی خوش بخت کے حصہ میں نہیں آیا۔ (ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔)

ولادت مبارکہ: آپ کی ولادت مبارکہ ۴۷۰ھ بمطابق ۱۰۷۷ء میں بنبق شہر میں ہوئی یہ بِلاد جیلان (جیلان کے شہر) میں ایک قصبہ ہے یہ ایران کے صوبہ طبرستان کے بِلاد جیلان کے ایک قصبہ کا نام ہے۔[19]

علّامہ شیخ شمس الدین بن ناصر بن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غَوثِ اَعظَم بلدۂ جیل میں ۴۷۰ھ پیدا ہوئے اور جیل دو ہیں:

(۱) بِلادِ دَیلم کے قریب میں ایک وَسیع علاقہ ہے اور دَیلم بِلاد کثیرہ پر مشتمل ہے اُس علاقہ میں اِس سے بڑا اور کوئی شہر نہیں۔

---

[15] (تكملة المعاجم العربية، طرف، 43/7، مطبوعه وزارة الثقافة والإعلام، الجمهورية العراقية، الطبعة: الأولى، 2000ء)
(اکثر کتب میں ابو صالح اوالد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت مرقوم ہے لیکن بعض کتب میں یہ کنیت سیّدنا غَوث اَعظَم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی مذکور ہے)۔واللہ تعالیٰ اعلم (اُویسی غُفِرَلَہ)

[16] (فتوح الغيب، اتصال نسبه الشريف بسيدنا عثمان رضي الله عنه 134/1، مطبوعه المصطفى البابي حلبي، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[17] (فتوح الغيب، اتصال نسبه الشريف بسيدنا عمر رضي الله عنه 135/1، مطبوعه المصطفى البابي حلبي، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[18] (فتوح الغيب، اتصال نسبه الشريف بسيدنا الصديق رضي الله عنه ج1 ص الى 134 ص 135، مطبوعه المصطفى البابي حلبي، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[19] (تيسير الشاغلين، (مترجم)، ذكر نسب وصفات جناب غوث پاک، 298/1، مطبوعه مكتبه قادريه، سن اشاعت 1433/2011)

(۲)بلَد الشّیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اِسی کو الگیل بھی کہا جاتا ہے دُکّاف (عَجَمِیّ) مَشُوبَۃٌ بِجِیمٍ۔ یعنی گیلان و جیلان۔[20]

تعلیم واَسماءِ اَساتذہ: جب حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ طَلَبُ العلم (علم کا طلب کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے تو آپ نے عُلمائے اِسلام کی طرف رُجوع کیا کہ اُن کے چشمہ فُیوضات سے بہرہ وَر (متمتع / مستفید) ہوں آپ نے قرآن مجید پڑھ کر مندرجہ عُلماء سے عُلوم و فُنون حاصل کئے۔

(1)ابو الوَفاء علی بن عَقیل حنبلی (2)ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی حَنبلی (3)ابو الحسن محمد بن قاضی ابی یَعلیٰ محمد بن الحسین بن محمد بن الفراء حنبلی (4) قاضی ابو سعید، ابو سعید المبارک بن علی المخزومی حنبلی مذھباً اصولا و فروعاً، اور علمُ الاَدب (5) علی ابی زکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے پڑھا اور علم الحدیث ایک بہت بڑی جماعت سے حاصل فرمایا۔ مِنجملہ اُن کے یہ حضرات ہیں (1)ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی (2)ابو سعید محمد بن عبد الکریم بن خشیشا (3)ابو لغنائم محمد بن محمد بن علی بن میمون الفرسی (4)ابو بکر اَحمد بن المظفر (5)ابو جعفر بن اَحمد بن حسین القاری السراج (6)ابو القاسم علی بن اَحمد بن بنان الکرخی (7) ابو طالب عبد اللہ بن محمد ابن یوسف (8)اوران کا ابن عم عبد الرحمن بن اَحمد (9)ابو البرکات ھبۃ اللہ بن المبارک (10)ابو العز احمد بن المختار (11)ابو نصر محمد (12)ابو غالب اَحمد (13)ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی البناء (14)ابو الحسن بن المبارک بن الطیور (15)ابو منصور عبد الرحمن العزاز (16)ابو البرکات طلحہ قولی وغیرہم۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)[21]

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَساتذہ میں شیخ حماد بھی ہیں اُن سے آپ کے متعلق عجیب و غریب واقعات مشہور ہیں بطورِ نَمونہ (مثال) ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیخ ابو النجیب سُہر وَردی بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ (جب آپکی عمر مبارک ۵۳ برس کی تھی) کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھا۔ اُس وقت شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہ العزیز نے ایک طویل (لمبی) اور عجیب تقریر کی تو شیخ حماد نے فرمایا: "عبد القادر! تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو۔ تمہیں اِس بات کا خوف نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری کسی بات پر مُواخَذہ (گرفت) کرلے۔" تو حضور ممدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نورِ قلب سے مُلاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اُٹھالیا، اِس پر شیخ حماد نے فرمایا کہ میں نے اُن کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ اُنہوں نے اپنے پروردگار سے ستّر (۷۰) بار عَہد (وعدہ) لیا ہے کہ وہ اُن سے مُواخَذہ (جواب طلبی) نہ کرے گا۔ پھر شیخِ مَوصوف نے فرمایا کہ اب کوئی مُضائقہ (حرج) نہیں۔[22]

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (پارہ۲۸،سورت الجمعۃ،آیت۴)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۲) شیخ عبد اللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ اُنہوں نے بیان کیا کہ شیخ عزاز متورع البطائحی سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجمی نوجوان عبد القادر داخل ہوا ہے۔ یہ نوجوان عنقریب نہایت ہَیبت و عَظمت و جَلال و کرامت کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اور حال واَحوال اور درجہ محبت میں سب

---

[20] (قلائد الجواہر، (مترجم)، سن ومقام ولادت، 19/1، مطبوعہ شبیر برادرز، سن اشاعت، مارچ 2006ء)

[21] (بھجۃ الاسرار، ذکر علمہ و تسمیۃ بعض شیوخہ رضی اللہ عنھم، ج 1، ص 202الی 204، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1423ھ/2002ء)

[22] (قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر، مریدوہ وشفاعتہ لھم، 16/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

پر غالب رہے گا۔ تَصَرُّفاتِ کَون وفساد (بناؤ بگاڑ کے اختیار) اُسے سونپ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اُس کے زیرِ حکم ہوں گے۔ قَدر و مَنزِلت میں اُسے قدم راسخ اور معارفِ حقائق میں یدِ بیضا حاصل ہو گا۔ مقامِ حضرت القُدس میں زبان کھول سکے گا۔ آپ کے طالبِ علمی کے عجیب و غریب واقعات کی فہرست طویل ہے۔ فقیر نے چند واقعات اپنی کتاب "اکابر کی طالب علمی" میں لکھ دیئے ہیں۔[23]

بغداد شریف میں ورود: مُصَنِّفِ کتاب نے فرمایا: شیخ محب الدین محمد بن النجار نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ حضور غَوثِ اَعظَم شیخ عبد القادر جیلانی آئمہ مسلمین میں سے ایک ہیں۔ آپ صاحبِ کراماتِ ظاہرہ ہیں آپ بغداد میں ۴۸۸ھ بمطابق ۱۰۹۵ء میں تشریف لائے جب کہ اُس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھارہ (18) سال تھی، فقہ، اَحکام الاُصول والفُروع والمُناظرہ وغیرہ اور سماعِ حدیث اور وَعظ و دیگر عُلوم و فُنون حاصل کئے یہاں تک کہ آپ ہر فن میں فائق (ممتاز) ہوئے پھر خَلوۃ (تنہائی) و اِنقِطاع (علیٰحدگی) و ریاضَت و سیاحَت اور شب بیداری (رات کو جاگ کر عبادت کرنا) وغیرہ اِختیار فرمائی یعنی عُلومِ ظاہرہ کی تکمیل کے بعد عُلوم باطنہ میں مَشغول ہوئے۔[24]

آپ کے دورانِ تعلیم وغیرہ میں بغداد کا خلیفہ مُستظہر باللہ ابو العباس اَحمد بن المُقتدی بِاَمر اللہ ابو القاسم عبد اللہ عبّاسی تھا۔ حضور غَوثِ اَعظَم عبد القادر رضی اللہ عنہ اُسی سال بغداد تشریف لائے جس سال تمیمی کی وفات ہوئی۔[25]

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں یہ مشہور ہے کہ جب آپ کی اٹھارہ (۱۸) سال عمر ہوئی تو اِشارہ غیبی سے عشقِ الٰہی کے جذبہ نے جوش مارا آپ نے والدہ ماجدہ سے تحصیل و تکمیلِ علم (حصولِ علم) کے لئے بغداد جانے کی اِجازت طلب کی سیّدہ فاطمہ عارفہ کاملہ تھیں، ہزار دعاؤں کے ساتھ حضور غَوثِ اَعظَم کو سفر بغداد کی اِجازت دی، اور جاتے وقت چالیس (۴۰) دینار حضور کی بغل کے نیچے گُدڑی میں رکھ کر سی دیئے۔

رُخصت کرتے وقت آپ کی والدہ محترمہ نے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ کے پاس بھی مت جانا، سیّدنا غَوث الاَعظَم رضی اللہ عنہ نے صِدقِ دل (سچّے دل) سے والدہ محترمہ سے وعدہ فرمایا کہ میں ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔

والدہ سے رُخصت ہونے کے بعد حضور بغداد جانے کے لئے ایک قافلے کے ساتھ ہولئے جو بغداد جارہا تھا، راستہ میں ترتنک کے علاقہ میں ساٹھ (۶۰) قزّاقوں (لٹیروں) کے ایک جتّھے نے جن کا سردار اَحمد بَدوی تھا[26] قافلے کا سارا سامان لوٹ لیا۔ آخر ایک ڈاکو نے حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ سے جو ایک طرف خاموش کھڑے تھے، پوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ تو حضور غَوث پاک نے بِلاخوف وہِراس صاف بتادیا کہ میرے پاس چالیس (۴۰) دینار ہیں، لیکن ڈاکو کو یقین نہ آیا اور وہ آگے نکل گیا۔ اِسی طرح ایک دوسرے ڈاکو نے بھی آپ سے یہی سوال دریافت کیا، تو آپ نے پھر صاف صاف بتادیا، کہ میرے پاس چالیس (۴۰) دینار ہیں، لیکن وہ بھی مذاق سمجھ کر چلا گیا۔

جب ڈاکو سردار کے پاس پہنچے تو اُن دو ڈاکوؤں نے سَرسَری طور پر اِس واقعہ کا ذکر کیا تو سردار نے کہا کہ اُس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ جب حضور کو سردار کے پاس لایا گیا تو اُس نے دریافت کیا کہ لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے کہا کہ میرے پاس چالیس (۴۰) دینار ہیں، جیسا کہ اِس سے پہلے

---

[23] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ثناء الشیخ اَحمد الرِفاعی، 65/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[24] (اخبار الاخیار، (مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان، 37/1، مطبوعه اکبر بک سیلرز، اگست 2004ء)

[25] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر ولادته 3/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[26] یہ وہ شیخ سیّد اَحمد بدوی نہیں جن کا ذکرِ خیر اسی کتاب میں آگے آرہا ہے اُویسی غُفِرَلَہ۔

میں تمہارے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں، سردار نے پوچھا کہ کہاں ہیں؟ تو آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میری بَغل کے نیچے گُدڑی میں سِلے ہوئے ہیں۔ آخر سردار نے آزمانے کے لئے گُدڑی کو کھولنے کا حکم دیا، اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعی اُس میں چالیس(۴۰) دینار موجود تھے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے نہایت حیرت سے دریافت کیا، اے لڑکے کیا تجھے علم نہیں تھا کہ ہم ڈاکو ہیں اور اِس سے پیشتر تمہارے سب ساتھیوں کا مال لوٹ چکے ہیں۔ تو کم از کم اپنے دینار بچانے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ نے کمالِ صِدق و ایمان سے کہا کہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل میری والدہ محترمہ نے جو ایک عابدہ اور زاہدہ خاتون ہیں مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا، اور ہمیشہ سچ بولنا میں کبھی اپنی والدہ کی نصیحت سے اِنحراف (سرکشی) نہیں کر سکتا تھا۔

یہ الفاظ تَرَکَش (تیر دان) سے نکلے ہوئے تِیر تھے سردار کے دل پر پیوست ہو گئے، اور اُسے خیال آیا کہ یہ لڑکا تو اپنی والدہ کی نصیحت پر اِس قدر سختی سے کاربند (حکم کا پابند) ہے، لیکن میں ہوں کہ اپنے خالقِ حقیقی کے اَحکام کی پابندی نہیں کرتا، کس قدر گنہگار اور بے عمل ہوں، اُسی وقت خود غَوث پاک کے ہاتھ پر توبہ کی، اور ساتھ ہی اُس کے ساتھیوں نے بھی توبہ کی۔[27]

شیخ محمد قائد رُومی نے بھی ایک دفعہ حضور سے پوچھا کہ آپ کی بُزرگی اور عَظمت کا دارومدار کس بات پر ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راست گوئی (حق گوئی) پر، میں نے تمام عمر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔[28]

بغداد پہنچ کر آپ نے اُس دَور کے باکمال اَساتذہ سے علمِ قرأت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ لُغت، علمِ شریعت، علمِ طریقت نہ صرف حاصل کیا، بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام عُلمائے زمانہ سے سَبقت لے گئے۔ تحصیل و تکمیلِ عُلوم کے زمانہ میں آپ نے وہ صُعُوبتیں (سختیاں) برداشت کیں کہ خود اُن کے اِرشاد کے مطابق اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، جب مَصائِب (سختیاں) حد سے زیادہ ہو جاتے تو آپ زمین پر لیٹ کر یہ پڑھا کرتے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (پارہ۳۰، سورۃ الشرح، اٰیت۵)[29] اِس پر تسکینِ قلب حاصل ہو جاتی۔[30]

عُلومِ ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد سیّدنا غَوثُ الاَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچیّس(۲۵) سال کی طویل (لمبی) مدّت تک تَزْكِيَةُ نَفْس کے لئے مُجاہدات اور ریاضات میں مَصروف رہے[31]، جن کی تفصیل اِس قدر طویل ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی، آپ نے ایک دفعہ وَعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں پچیّس (۲۵) سال تک عراق کے ویرانوں میں پھرتا رہا ہوں، چالیس(۴۰) سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ(۱۵) سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں، اور میں نے بسا اوقات تیس(۳۰) سے چالیس(۴۰) دن تک بغیر کھائے پیئے گزارے،[32] ۵۲۱ھ (جب آپکی عمر مبارک ۵۱ برس کی تھی) میں حضور غَوث پاک نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ نے اپنا لُعابِ دَہن آپ کے منہ میں ڈالا ہے، اور لوگوں کو وعظ تلقین اور دعوت تبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا حکم دیا،[33] عربی زبان میں فَصاحت و بَلاغت کے دروازے کُھل گئے، آپ کے سامنے بڑے بڑے فُصحاء

---

[27] (بهجة الاسرار ، ذكر طريقه رضى الله عنه ، 168/1 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

[28] (قلائد الجواهر فى مناقب الشيخ عبد القادر ، دخوله بغداد ، 8/1 ، مطبوعه المصطفى البابى حلبى ، اولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ، 1375ھ/1956ء)

[29] (قلائد الجواهر فى مناقب الشيخ عبد القادر ، توبة قطاع الطريق على يديه ، 10/1 ، مطبوعه المصطفى البابى حلبى ، اولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ، 1375ھ/1956ء)

[30] ترجمہ: تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

[31] (قلائد الجواهر فى مناقب الشيخ عبد القادر ، توبة قطاع الطريق على يديه ، 10/1 ، مطبوعه المصطفى البابى حلبى ، اولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ، 1375ھ/1956ء)

[32] (اخبار الاخيار ، (مترجم) ، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 40/1 ، مطبوعه اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[33] (بهجة الاسرار ، ذكر فصول من كلامه رضى الله عنه ، 58/1 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

کی زبانیں گنگ(گونگی) ہوگئیں، آپ کی شُہرت سُن کر عراق، عَرب اور عَجم سے لوگ مَواعِظِ حَسنہ(وعظ و نصیحت) سُننے کے لئے بغداد میں آنے لگے، حاضرین کی تعداد اِس قدر زیادہ ہوجاتی کہ شہر سے باہر وسیع میدان میں اِنتظام کرنا پڑتا، بسا اوقات ستّر ستّر ہزار(۷۰،۷۰) یا اِس سے زیادہ کا مجمع اِکٹّھا ہوجاتا، اُس میں چار سو(۴۰۰) اَشخاص آپ کا کلام نقل کرتے، وَعظ کے دوران آپ فرمایا کرتے: اے اَہلِ آسمان وزمین، آؤ میری بات غور سے سُنو![34]

غرض یہ کہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ نے طالبِ علمی میں بے حد مَصائِب وپریشانیاں برداشت کیں اِس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ علم بڑی دولت ہے اِس پر ہر مصیبت وتکلیف برداشت کرنی چاہئیے۔

حلیہ اوراوصافِ جمیلہ: شیخ موفق الدین بن قدامہ القدسی[35] نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر نحیفُ البدن(کمزور جسم) درمیانہ قد مبارک، کُشادہ سینہ تھے اورآپ کی اَبْروہ دار(گھنی) داڑھی شریف طویل تھی، گندمی رنگ اورآپ کے اَبرو ملے ہوئے اوراُن کے بال معمولی تھے، گرجدار آواز لیکن خوش اوررُعب دار اور علم سے مَعمور۔[36]

اِمام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اَلْمُشَیْخَۃُ الْبَغْدَادِیَّۃُ میں لکھا کہ شیخ عبد القادر خفیہ الحنابلہ والشافعہ بغداد میں تھے آپ جماعت عُلماء کے شیخ تھے آپ کی فُقہاء کے نزدیک مقبولیتِ تامّہ تھی۔ یونہی فُقراء وعوام کے بھی مُقتدا(پیشوا) تھے۔ آپ سے عوام وخواص مُنتَفِع(مستفید) ہوئے اور مُستَجاب الدَّعوات(مقبول الدعا) تھے بکثرت گریہ کُناں(بکثرت آہ و بکا کرتے) تھے اور نہایت خوش اَخلاق ہنس مکھ بزرگ کریم النفس اور بیحد سخی تھے شریف النفس اوراَخلاقِ کریمہ سے مزیّن تھے اور عبادت وریاضت میں تواپنی مثال خود تھے۔[37]

موفق الدین مقدسی کاتعارف: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نجدیوں وہابیوں غیر مقلدوں کو خُصوصیت سے ضد ہے آپ کو وہ صرف اہلسنّت کا بڑا پیر مانتے ہیں اورآپ کی علمی حیثیت اُن کی نظروں میں کچھ بھی نہیں۔ اِس کا سبب تَعصُّب(ہٹ دھرمی) یا آپ کے علمی مرتبے سے بے خبری اور جہالت ہے۔ فقیر یہاں صرف آپ کے مدرسہ کے ایک شاگرد کا تعارُف پیش کرتا ہے جسے نجدی وہابی چوٹی کا اِمام مانتے ہیں۔ آج کے دور میں نجدیوں نے اُن کی تصانیف کی اِشاعت خوب کی ہے اور کررہے ہیں۔ فقیر جمادی الاوّل ۱۴۲۱ھ عمرہ کے لئے حاضر ہوا تو اِمام موفق الدین کی تصنیف عربی اُردو کی عام اِشاعت ہوتی دیکھی اُس کے ابتداء میں نجدیوں نے اُس اِمام کا تعارف یوں کرایا ہے:

مؤلف کے حالاتِ زندگی از قلم عبد القادر أرناؤوط

مؤلف کا نسب نامہ یہ ہے: اَلإِمَامُ الْفَقِيهُ الزَّاهِدُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ أَبُو مُحَمَّدٍ مُوَفَّقُ الدِّينِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ مُقَدَّامِ بْنِ نَصْرٍ الْمَقْدِسِيُّ، ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ الصَّالِحِيُّ، رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ۔

---

[34]) (اخبار الاخیار ،(مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان ،ج1 ص42الی 43 ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[35]) تعارف شیخ موفق الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس لئے ضروری ہے کہ شیخ موفق الدین نجدیوں وہابیوں کے نزدیک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے مؤجد ومحقق تھے۔ ان کی تصانیف کو نجدی عربی، اردو، دیگر مختلف زبانوں میں شائع کررہے ہیں تاکہ عوام موفق الدین کے عقائد کے مطابق عقیدے اپنائیں ان کے تعارف میں انہوں نے لکھا جسے فقیر ذیل کے عنوان سے مکمل نقل کررہا ہے۔

[36]) (سیرت اقطاب اربعہ ،(مترجم) ، 17/1 ، مطبوعہ فروغ اِسلام یوپی ، سن اشاعت ،1433ھ/2012ء)

[37]) (المشيخة البغداديه للاموی، شیخ آخر ،الخامس عشر (15)، 49/1 ، مطبوعہ دار الغرب الإسلامي، بيروت ،الطبعة: الأولى، 2002ء)

آپ فلسطین کی مبارک سرزمین پر بیت المقدس کے قریب علاقہ نابلس کے شہر "جماعیل" میں شعبان ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے، یہ وہ زمانہ ہے جب بیت المقدس اور اُس کے مُضافات پر صَلیبیوں (عیسائیو) کا قبضہ تھا، اِس لئے آپ کے والدِ ماجد ابو العباس اَحمد بن محمد بن قدامہ، جو اِس مبارک خاندان بلکہ اِس مبارک سلسلۂ نسب کے سربراہ تھے، اپنے پورے خاندان کے ساتھ تقریباً ۵۵۱ھ میں بیت المقدس سے دمشق ہجرت فرما گئے۔[38]

سفرِ ہجرت میں آپ کے دونوں بیٹے ابو عمر اور موافق الدین نیز اُن کے خالہ زاد بھائی عبد الغنی مقدسی بھی ساتھ تھے۔ مقدسی خاندان کے بیت المقدس سے دمشق ہجرت کرنے کے اَسباب پر حافظ ضیاء الدین مقدسی کی ایک مستقل (مکمل) کتاب ہے۔ بہر حال آپ کے والد پورے کُنبہ کے ساتھ دمشق میں مسجد ابو صالح میں مشرقی دروازہ کے پاس اترے، پھر دو (۲) سال کے بعد مسجد سے منتقل ہو کر دمشق کے اندر ہی صالحیہ کے کوہ قاسیون کے دامن میں سُکونت پذیر ہو گئے۔ اُس دوران اِمام موفق الدین قرآن مجید حفظ کرتے اور اپنے والدِ ماجد ابو العباس سے (جو کہ صاحب علم وفضل اور متقی وپرہیز گار شخصیت تھے) ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دمشق کے عُلماء ومشائخ سے تحصیلِ علم کیا اور فقہ میں "مُخْتَصَرُ الْخِرَقِيّ" وغیرہ زبانی یاد کر لی، مرحلۂ تحصیلِ علم میں آپ قدم بقدم آگے بڑھتے رہے، یہاں تک عمر کی بیس (۲۰) منزلیں طے کر لیں، پھر آپ نے طلبِ علم کے لئے بغداد کا سفر کیا، آپ کے خالہ زاد بھائی عبد الغنی مقدسی جو آپ کے ہم عمر بھی تھے اُس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے،[39] اِمام موفق الدین شروع شروع میں تھوڑے عرصہ کے لئے بغداد میں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس ٹھہرے، شیخ کی عمر اس وقت تقریباً نوّے (90) سال تھی، اِمام موفق الدین نے شیخ عبد القادر جیلانی سے "مُخْتَصَرُ الْخِرَقِيّ" خوب سمجھ کر اور بڑی دقتِ نظر (باریک بینی) کے ساتھ پڑھا، کیونکہ دمشق میں آپ مذکورہ کتاب زبانی یاد کر چکے تھے۔ اُس کے بعد ہی شیخ کی وفات ہو گئی،[40] تو آپ نے ناصح الاِسلام ابو الفتح شیخ ابن المنی کی شاگردی اختیار کر لی اور اُن سے فقہ حنبلی اور اِختلافِ مسائل کا علم حاصل کیا، اُن کے علاوہ ہبۃ اللہ بن الدقاق وغیرہ سے بھی آپ نے علمی اِستفادہ کیا۔ بغداد میں چار (۴) سال کا عرصہ گذارنے کے بعد آپ دمشق واپس تشریف لائے اور اَہل وعِیال کے ساتھ کچھ دن گذار کر ۵۶۷ھ میں پھر بغداد روانہ ہو گئے اور ایک سال تک شیخ ابو الفتح ابن المنی سے علم حاصل کرنے کے بعد دمشق واپس آ گئے۔ ۵۷۴ھ میں فریضۂ حج ادا فرمایا، پھر مکّہ مکرمہ سے دمشق واپس آ کر فقہ حنبلی کی مشور کتاب "مُخْتَصَرُ الْخِرَقِيّ" کی شرح "المغنی" کی تصنیف میں مشغول ہو گئے۔،[41] کتاب "المغنی" فقہ اِسلامی اور خُصوصیت کے ساتھ فقہ حنبلی کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے، اِسی لئے سلطان العُلماء عز بن عبد السلام نے کہا تھا کہ جب تک میرے پاس "المغنی" نہیں تھی اُس وقت تک فتویٰ دینے میں مجھے مزہ نہیں آتا تھا۔[42]

طُلبہ آپ کے پاس حدیث وفقہ اور دیگر عُلوم پڑھتے تھے، ایک کثیر تعداد نے آپ سے فقہ میں کمال ودَسْتَرس (رسائی کو) حاصل کیا ہے، جن میں آپ کے بھتیجے قاضی القُضاۃ شمس الدین عبد الرحمن بن ابی عمر اور ان کے طبقہ کے دیگر عُلماء بھی شامل ہیں۔[43]

---

38) (سیرۃ اعلام النبلاء، ابن قدامۃ عبد اللہ بن أحمد بن محمد المقدسي، 165/22، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ: الثالثۃ، 1405ھ/1985ء)

39) (کتاب المغنی لابن قدامہ، مقدمۃ التحقیق، 7/1، مطبوعہ دار الکتاب العالم، الطبعۃ الثالثۃ، 1417ھ/1997ء)

40) (قلائد الجواهر في مناقب الشيخ عبد القادر، دخوله بغداد، 7/1، مطبوعہ المصطفى البابي حلبي، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

41) (کتاب المغنی لابن قدامہ، مقدمۃ التحقیق، 7/1، مطبوعہ دار الکتاب العالم، الطبعۃ الثالثۃ، 1417ھ/1997ء)

42) (کتاب المغنی لابن قدامہ، ترجمہ مؤلف المغنی، ذکر شيئ من تصانيفه، 10/1، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1414ھ/1994ء)

43) (کتاب المغنی لابن قدامہ، ترجمہ مؤلف المغنی، ذکر شيئ من تصانيفه، 11/1، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1414ھ/1994ء)

درس وتدریس کے ساتھ ہی آپ کا مختلف عُلوم وفُنون میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، خصوصاً علمِ فقہ میں جس میں آپ کویدِ طُوٰلیٰ(کمال دسترس) حاصل تھا، اُس موضوع پر آپ کی مُتعدد(کثیر) تصنیفات اُس کی شاہدِ عَدل(سچا گواہ) ہیں، علمِ فقہ میں آپ کی شخصیت بالکل نُمایاں ہے اور میدانِ علم کے شہسوار آپ کے فضائل ومناقِب اور علمی بَرتری کے گواہ ہیں۔

شیخ الاِسلام اِمام اِبنِ تیمیہ کہتے ہیں کہ ملکِ شام میں اَوزاعی کے بعد موفق الدین سے بڑا فقیہ نہیں آیا۔

اِمام اِبن الصّلاح کہتے ہیں کہ موفق الدین جیسا عالم میں نے نہیں دیکھا۔ سبط ابن الجوزی کہتے ہیں کہ جس نے موفق الدین کو دیکھا اُس نے گویا بعض صحابہ کو دیکھ لیا، ایسا لگتا تھا کہ اُن کے چہرے سے نور پھوٹ رہا ہے۔ بہر حال، آپ مختلف عُلوم وفُنون کے اِمام تھے، آپ کے زمانہ میں آپ کے بھائی ابو عمر کے بعد آپ سے زیادہ مُتّقی وپرہیز گار اور بڑا عالم کوئی نہ تھا، عقائد اور زُہد وتقویٰ میں آپ سَلفِ صالحین کا نَمونہ تھے، بڑے باحیا، دنیا ومافیہا سے بے رغبت، نرم گُفتار، نرم دل، ملنسار، فُقراء ومساکین سے محبت وہمدردی کرنے والے، بلند اَخلاق، فیّاض وسخی، عبادت گذار، فضل وکرم والے، پختہ ذہن، علمی تحقیق میں سخت احتیاط برتنے والے، خاموش طبیعت، کم سُخن، کثیر العمل نیز بے شمار فضائل ومناقب کے مالک تھے، انسان آپ سے ہم کلام ہونے سے پہلے محض دیکھ کر ہی آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔

حافظ ضیاء الدین مقدسی نے آپ کی سیرت پر ایک مُستقل(مکمل) کتاب لکھی ہے، اِسی طرح اِمام ذہبی کی بھی اِس موضوع پر ایک کتاب ہے۔[44]

اِمام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ صرف علم وتقویٰ ہی کے اِمام نہ تھے، بلکہ آپ نے بطلِ اِسلام صلاح الدین ایوبی کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی ادا کیا ہے، آپ کے سَوانح نگاروں(حالات زندگی لکھنے والوں) نے لکھا ہے کہ ۵۸۳ھ میں جب صلاح الدین ایوبی نے صَلیبیوں کی سَرکوبی(سرزنش) نیز اُن کی غلاظَت سے فلسطین کی مبارک سرزمین کو پاک وصاف کرنے کے لئے مسلمانوں کو لے کر فوج کَشی کی تو اِمام موفق الدین ابن قدامہ، اُن کے بھائی ابو عمر، آپ دونوں کے تلامذہ اور خاندان کے کچھ دیگر اَفراد اُس فتحیاب اِسلامی پرچم کے تلے ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر فریضۂ جہاد اَدا کر رہے تھے۔ آپ حضرات کا ایک مستقل خیمہ تھا جسے لے کر وہ مجاہدین کے ساتھ ساتھ منتقل ہوتے رہتے تھے۔[45]

اِمام مَوصوف نے علمِ فقہ نیز دیگر عُلوم میں بے شمار مُفید کتابیں چھوڑی ہیں۔ چنانچہ علمِ فقہ میں ''العمدۃ'' مُبتدی(نوسٹش) طُلبہ کے لئے اور ''المقنع'' مُتوسّط طبقہ کے طُلبہ کے لئے، نیز ''الکافی'' اور ''المغنی'' لکھی ہے ''الکافی'' میں دلائل کے ساتھ مَسائل کا ذکر کیا ہے تاکہ طُلبہ دلیل کی روشنی میں مسائل کا اِحاطہ اور پھر اُس پر عمل کر سکیں، اور ''المغنی'' جو ''مُخْتَصَرُ الْخِرَقِيّ'' کی شرح ہے اُس میں عُلماء کے مذاہب وآراء اور اُن کے دلائل ذکر کیے ہیں، تاکہ باصلاحیت عُلماء اِجتہاد کے طریقوں سے واقف ہو سکیں۔ اُصولِ فقہ میں آپ کی کتاب ''رَوْضَةُ النَّاظِرِ'' ہے، اِن کے علاوہ مختلف عُلوم وفُنون میں ''مُخْتَصَرٌ فِي غَرِيبِ الْحَدِيثِ'' ''الْبُرْهَانُ فِي مَسْأَلَةِ الْقُرْآنُ'' ''القدر'' ''فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ'' ''الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ'' ''الرقته والبكاء'' ''ذم الموسوسين'' ''ذم التاويل'' ''التبيين فى نسب القرشيين'' ''مناسک الحج'' اورزیرِ مطالعہ کتاب ''لمعته الاعتقاد الهادی الیٰ سبیل الرشاد'' وغیرہ گرانقدر(عالی مرتبہ) تالیفات ہیں۔[46]

---

44) (کتاب المغنی لابن قدامہ، ترجمہ مؤلف المغنی، ج1 ص4 الی 5، (ملتقطاً)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1414ھ/1994ء)

45) (شرح لمعۃ الاعتقاد، ترجمۃ ابن قدامہ، 2/1، مخطوط)

46) (سیرۃ اعلام النبلاء، ابن قدامۃ عبد اللہ بن أحمد بن محمد المقدسي، 168/22، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ: الثالثۃ، 1405ھ/1985ء)

۶۲۰ھ میں ہفتہ عید الفطر کے دن آپ کی وفات ہوئی اور دمشق کے اندر صالحیہ کے کوہِ قاسیون کے دامن میں جامع الحنابلہ کے بالائی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)[47]

تَبصِرَہ اُویسی غُفِرَلَہ: غور فرمایئے کہ وہابی جس غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد کے علمی و عملی مقام کو اتنا اونچا مانتے ہیں اُن کے استاد مکرّم کہ جن کے علمی مقام کا اِمام موفق کو نہ صرف اِعتراف ہے بلکہ آپ سے بڑھ کر اور کسی کو اُن کے علمی پایہ کا نہیں مانتے پھر اُن سے صرفِ نظر کرنا ضد اور تَعصُّب(ہٹ دھرمی) نہیں تو اور کیا ہے۔

مزید اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَخلاق کریمانہ بیان کرنے کے لئے ضَخیم دَفاتر(موٹی کتابیں) چاہئے۔ مُشتے نَمونہ خَروار(نمونے کے طور پر چند مثال) فقیر عرض کرتا ہے، فرمایا: ہر مسلمان چاہے کتنی ہی نیکیاں کرے لیکن اپنے آپ کو گنہگار سمجھے، اور ہر وقت خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا اور توبہ کرتا رہے۔

قناعت: یعنی ہر مسلمان کے پاس جو کچھ ہو اُسی میں اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے حرام اور ناجائز ذریعوں سے دنیا کا عیش حاصل نہ کرے۔[48]

تَوَکُّل: یعنی ہر مسلمان اپنے ہر معاملے میں صرف خدا پر بھروسہ کرے، اپنی محنت، تدبیروں یا انسان کو اپنے کاموں میں کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھے۔

صبر: یعنی مسلمان ہر مصیبت اور تکلیف پر صبر کرے، اور اُس کو برداشت کرے۔

رضا: مسلمان کو ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہئیے کہ اُس کا ہر کام خدا کو راضی اور خوش کرنے کے لئے ہو انسانوں کو راضی اور خوش کرنے کے لئے نہیں۔[49]

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غرور، تکبّر سے بچنے، سادہ زندگی گزارنے، وقت کی پابندی کرنے، غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ہر مصیبت کو برداشت کرکے دین کی پابندی سے خدمت اور تبلیغ کرنے کی تعلیم بھی دی۔ جس مسلمان نے اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرلیں اُسے ترقی اور کامیابی ضرور نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خوبیاں عطا فرمائے۔(آمین)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح ظاہری علم حاصل کرنے کے لئے عالموں کو اپنا استاد بنایا اور علم کا کمال حاصل کیا اِسی طرح روحانی ترقی اور علم حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے زمانے کے بزرگوں سے تعلق قائم کیا اور اُن کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرکے روحانی ترقی حاصل کی۔

اِسلام میں مسلمانوں کے اندر مذہبی جذبہ پیدا کرنے، دین کی پابندی کا شوق اور روحانی قوّت کو بڑھانے کے لئے بیعت کا طریقہ موجود ہے عام مسلمان کسی ایسے بزرگ اللہ کے ولی کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں جو خود شریعت کا پابند ہو، وہ شریعت کو اچھی طرح جانتا ہو، اور اُس کا تعلق خود بھی اللہ کے کسی ولی سے ہو۔ ایسے بزرگ کے سامنے دین کی پابندی کا وعدہ کرنے ہی کو بیعت کہا جاتا ہے،[50] جس کے سامنے یہ وعدہ کیا جائے اُسے پیر یا شیخ کہتے ہیں اور وعدہ کرنے والے کو مرید کہتے ہیں، اِس وعدے کا اثر وعدہ کرنے والے پر ہوتا ہے، کہ وہ کسی بھی برا کام کرنے سے پہلے یہ خیال کرتا ہے کہ میں

---

47) (کتاب المغنی لابن قدامہ ، مقدمۃ التحقیق ، 10/1 ، مطبوعہ دار الکتاب العالم ، الطبعۃ الثالثۃ ، 1417ھ/1997ء)

48) (کتاب التعریفات للجرجانی ، حرف القاف ، القناعۃ ، 229/1 ، مطبوعہ دار الادیان للتراث)

49) (بھجۃ الاسرار ، ذکر شیئ من اجوبتہ مما یدل علی قدم راسخ ، ج 1 ص 232 الی 235 ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ، بیروت ، الطبعۃ الاولی ، 1423ھ/2002ء)

50) (سبع سنابل ، (مترجم) ، دوسرا سنبلہ ، 105/1 ، مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

توبرائیوں سے توبہ کرکے دین کی پابندی کاوعدہ کرچکاہوں،اِس خیال کے آتے ہی وہ برائیوں سے بچتا رہتاہے،اِسی لئے مسلمانوں کوبزرگوں،ولیوں سے تعلق پیدا کرنے،اُن سے بیعت ہونے اور اُن کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَخلاقی اُمور کی تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب "سوانح غوثِ اَعظم دستگیر" کا مطالعہ فرمایئے۔

جودوسخا: مُصَنِّف کتاب نے لکھااِمام موفق الدین اِبنِ قدامہ نے فرمایا کہ ہم بغداد میں ۵۶۱ھ میں وارِد ہوئے تواُس وقت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا علمی شہرہ تھا آپ کے علم و عمل اور فتویٰ نَویسی کا کوئی ثانی نہ تھا جو طالبِ علم بغداد میں علم کے حُصول کے لئے حاضر ہوتا وہ آپ کے بغیر کسی دوسرے کی طرف رُخ نہ کرتا آپ عُلوم کے جُملہ (تمام) فُنون میں یکتااور بے مثال تھے اور طالب علموں کو خوب محنت سے پڑھاتے اور فراخدلی کا یہ حال تھا کہ کسی بات سے نہ اُکتاتے آپ جُملہ (تمام) اَوصافِ جمیلہ سے موصوف تھے میں نے آپ جیسا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ عُلمائے بغداد کہتے ہیں کہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ اکثر خاموش رہتے بہت کم گفتگو فرماتے اور عوام وخواص میں آپ کی قبولیتِ تامّہ تھی دلوں پر قبضہ تھا۔ اپنے مدرسہ مبارک سے صرف جمعہ کے دن جامع مسجد تک باہر تشریف یاسرائے غَوثیّت تک جانا ہوتا تھا۔ آپ کے ہاں بغداد کے بڑے بڑے رُؤساواُمراء نے توبہ کی اور یہود ونصاریٰ کے بڑے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اِسلام قبول کیا۔ منبر پر وعظ میں حق بیان کرنے میں بیباک تھے اور منکرینِ اِسلام اور فُسّاق (فاسقین) کا سختی سے رد فرماتے۔[51]

اِمام موافق سے حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ ہم نے آپ کو آخری عمر میں دیکھا بلکہ آپ کے مدرسہ میں تعلیم کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ہمارا بہت زیادہ خیال رکھتے بار بار ہمارے پاس اپنے صاحبزادہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو پُرسشِ اَحوال (احوال کیخبر گیری) کے لئے بھیجتے۔ ہمارے مطالعہ کے لئے روشنی کا اِنتظام فرماتے اور ہمارے کھانے کا خصوصیت سے خیال فرماتے۔[52]

اضافہئ اُویسی غُفِرَلَہ: مُصَنِّفِ کتاب نے اِختصار سے کام لیا فقیر کچھ اِضافہ کرتا ہے۔ "شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی[53] بہت جلد آنسو بہانے والے، انتہائی خشیتِ الٰہی رکھنے والے، بارُعب و دبدبہ، مُستَجاب الدّعوات (مقبول الدعا)، صاحبِ اَخلاق کریمہ، عالی نسب، غیر مُہذّب بات سے اِنتہائی دور، حق اور معقول بات سے بہت قریب، حُدودِ الٰہی اوراَحکام خداوندی کی خلاف ورزی پر آپ کو جلال آجاتا، اپنے معاملہ میں کبھی غصّہ نہ کرتے۔ اللہ کے علاوہ کسی چیز کے لئے اِنتقام (بدلہ) نہ لیتے۔ کسی سائل (مانگنے والے) کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے، خواہ بدن کا کپڑا ہی اُتار کر کیوں نہ دینا پڑے۔"[54]

آپ ہمیشہ محتاجوں کی دستگیری فرماتے اور کھلّے دل سے اُن پر خرچ کرتے۔

"ایک دفعہ آپ نے ایک شکستہ حال اورافسُردہ شخص سے خیریت پوچھی۔ اُس نے عرض کیا حضور! دریائے دَجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر مَلّاح (کشتی بان) نے بغیر کرایہ مجھے کشتی پر سوار نہ ہونے دیا۔ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے بہت مِنّت سماجت کی مگر مَلّاح نے میری بات نہ مانی۔ ابھی اُس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس (۳۰) اشرفیوں کی تھیلی بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا۔ یہ اُس مَلّاح

---

[51] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، دخوله بغداد، 6/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[52] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، دخوله بغداد، 7/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[53] رقتِ قلبی اور خشیت الٰہی کی وجہ سے عبرت ورقت کی بات سن کر۔

[54] (اخبار الاخیار، (مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان، 52/1، مطبوعه اکبر بک سیلرز، اگست 2004ء)

کودے دواور اُسے کہہ دینا کہ آئندہ کسی غریب اور محتاج کو دریا عُبور کرانے سے اِنکار نہ کرے۔ پھر آپ نے اپنا کرتہ اُتار کر اُس فقیر کو دیا۔ پھر بیس(۲۰) دینار سے یہ کرتہ خرید لیا۔ اور یوں اُس غریب کی بھی مدد فرمادی۔ غُرباء سے آپ کی محبت کا اَندازہ اِس واقعہ سے بھی ہوتا ہے:[55]

"اپنے زمانہ شُہرت میں آپ حج کے لئے نکلے۔ جب بغداد کے قریب بستی "حلہ" میں پہنچے تو حکم دیا اِس بستی میں سب سے غریب اور بے کَس گھرانہ تلاش کرو۔ ہم نے کافی تحقیق کے بعد ایک ایسا مکان تلاش کیا جس میں ایک بوڑھا شخص اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ رہتا تھا اور یہی گھر سارے قصبے میں سب سے زیادہ غریب تھا۔ وہاں کے امیروں اور رئیسوں کو آپ کی آمد کا پتہ چلا تو اُنہوں نے اپنے ہاں قیام کی درخواست کی مگر اُن کے اِصرار کے باوجود آپ نے اُسی غریب کے ہاں ٹھہرنا پسند فرمایا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ نقدی، سونا، چاندی، مویشی اور کھانے پینے کی اَشیاء(چیزوں) کے اَنبار لگادیئے۔ آپ نے رُفقاء سے فرمایا: اِس مال میں سے اپنا حصّہ اِس گھر والوں کے لئے وَقف کرتا ہوں۔ رُفقاء نے بھی آپ کی مُوافقت و پیروی کرتے ہوئے اپنا اپنا حصّہ اُن لوگوں کو دے دیا۔ سحری کے وقت آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔"

سبحان اللہ وہ بوڑھا جو چند لمحے پہلے بستی میں سب سے زیادہ غریب تھا آپ کے قُدومِ مَیمَنت لُزوم(قدم مبارک) کی برکت سے اب بستی کا سب سے مالدار شخص بن چکا تھا۔"[56]

لنگرِ غوثیہ: بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور حاجت مندوں کی ضروریات کے لئے بے دریغ(بے تحاشا) خرچ فرماتے۔

علّامہ اِبن النجار، جبائی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ایک بار مجھے سیّدنا عبد القادر جیلانی نے فرمایا: میں نے تمام اَعمال کے بارے میں تحقیق کی ہے۔ کھانا کھلانے سے بڑا عمل اور حُسنِ اخلاق سے بڑی نیکی میں نے نہیں دیکھی۔

"أَوَدُّ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا يُبْدِي أَطْعِمُهَا عَلَى الْجَائِعِ۔"

یعنی میری خواہش ہے کہ اگر ساری دنیا(کی دولت) میری ہتھیلی پر رکھ دی جائے تو میں اُس سے بھوکوں کو کھانا کھلا دوں۔ پھر فرمایا ایسا محسوس ہوتا ہے میری ہتھیلی میں سوراخ ہیں، کوئی چیز ٹِک(ٹھہر) نہیں سکتی۔ اگر ہزار(۱۰۰۰) دینار بھی میرے پاس آئیں تو شام ڈھلنے سے پہلے پہلے تقسیم کر دوں۔

آپ کا لنگر نہایت وَسیع تھا، دستر خوان پر خُدّام(خادموں) اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناوُل فرماتے۔ آپ کا خادم مظفر تھال میں روٹیاں لے کر دروازہ کے باہر کھڑا آواز دیتا رہتا۔ کسی کو روٹی کی ضرورت ہو یا رات گزارنا چاہے (تو اس کے لئے غَوثیہ مہمان خانہ کھلا ہے) آپ کے پاس ہدیہ آتا تو تقسیم فرمادیتے اور ہدیہ بھجوانے والے کو خود بھی ہدیہ بھجواتے۔[57]

---

[55] (اخبار الاخیار ،(مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 51/1 ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[56] (اخبار الاخیار ،(مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 50/1 ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[57] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر ، دخوله بغداد ، 8/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی ، اولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ،1375ھ/1956ء)

خَلقِ خدا(مخلوق خدا) کو کھانا کھلانے کا ایک انداز گیارہویں شریف کی صورت میں بھی تھا۔ علّامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ **قرۃ الناظر وخلاصتہ المفاخر** میں فرماتے ہیں: آپ ہر سال ربیع الآخر کی گیارہ(۱۱) تاریخ کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی نیاز دلوایا کرتے۔ یہ نیاز اِتنی مقبول ہوئی کہ پھر آپ ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کو اہتمام کے ساتھ حضور ﷺ کی نیاز دلواتے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز قرار پائی۔[58]

گویا اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے میلاد منانے کے عمل کو قبول کرکے یہ صِلہ دیا کہ اب ہر ماہ آپ کے نام کی گیارہویں ہورہی ہے اور حسنِ اِتفاق کہ (بقول مشہور ومعتبر) آپ کا وِصال بھی گیارہ(۱۱) ربیع الآخر کو ہوا۔ بعض نے سترہ(۱۷) ربیع الآخر تاریخ وصال بیان کی ہے مگر بقولِ شیخ عبد الحق مُحقق دہلوی "اِس کی کوئی اصل نہیں۔"[59]

آپ کے وصال کے بعد بھی خانقاہِ غَوثیہ میں گیارہویں شریف کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ مشہور مُحدِّث علّامہ اِبنِ تیمیہ(م۷۲۸ھ) بھی لنگر میں حصّہ لیتے اوراپنی تمام تر شِدّت کے باوجود سیّدنا غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ سے حُسنِ عقیدت کی بناء پر آپ کے عرس مبارک اوربڑی گیارہویں شریف کے موقع پر لنگر بھجوایا کرتے۔

علّامہ ابراہیم الدوربی لکھتے ہیں:

كَانَ العَلَّامَةُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ يُرْسِلُ مِنْ دِمَشْقَ الشَّامِ نُذُورًا وَإِعَانَاتٍ لِلْحَضْرَةِ الْجِيلَانِيَّةِ لِأَجْلِ الدَّرْسِ وَالتَّدْرِيسِ وَإِطْعَامِ الطَّعَامِ، وَذٰلِكَ فِي أَوَاخِرِ رَبِيعِ الأَوَّلِ، وَكَانَتْ تِلْكَ الْقَافِلَةُ تَحْتَوِي عَلَى ثَلَاثِينَ بَعِيرًا۔[60] (از نام ونسب صاحبزادہ صاحب گولڑہ شریف)

یعنی علّامہ اِبنِ تیمیہ دمشق(شام) سے درگاہ جیلانیہ میں نذرانے اور ہدیئے درس وتدریس اور(لنگر غَوثیہ) میں کھانا کھلانے کے لئے ربیع الاوّل کی آخری تاریخوں میں بھیجا کرتے تھے اور یہ قافلہ تیس(۳۰) اُونٹوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

جواب بلا مطالعہ: مُصنّفِ کتاب نے لکھا حضرت عمر بزّاز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عراق وغیرہ سے بے شمار فتاویٰ پیش ہوتے تو ہم نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ اِس کا جواب کل ملے گا یا آپ نے اُس میں کوئی غور وفکر کیا ہو بلکہ بَرجَستہ(فی البدیہہ) فوراً بِلا تأمُّل(بے دھڑک) سوال کے بعد جواب لکھ دیتے۔[61]

دعوتِ توحید: سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ خالق سے تعلق اور مخلوق سے ترکِ تعلق وترکِ اعتماد کی دعوت دیتے تھے اورآپ کی مندرجہ ذیل دعوت کا مضمون آپ کی کتاب "**فتوح الغیب**" میں صراحۃً(واضح طور پر) موجود ہے۔ جب کوئی کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو خود اُس سے نجات پانے کی کوشش کرے اگر کامیاب نہ ہو تو وقت کے بادشاہوں اور حاکموں اوراَفسروں اور دیگر اَہلِ دنیا سے مدد طلب کرے اورارباب اَحوال سے بھی مدد کا طالب ہو وہ آزمائش اگر اَمراض سے ہو تو طبیبوں، ڈاکٹروں سے علاج کرائے وغیرہ وغیرہ۔ اگر مخلوق سے اُس آزمائش کا چھٹکارا نہ ہو سکے تو بارگاہِ حق میں دعاوالتجا اور عِجز و اِنکساری کرے جب تک نجات نہ ہو اُس بارگاہ کو نہ چھوڑے اور نہ ہی مخلوق میں سے کسی کو کہے۔

---

58) (قرۃ الناظرۃ وخلاصۃ المفاخرہ، 11/1، مطبع السلطانی بدار الاقبار بوفال 1919ء)

59) (مأثبت بالسنۃ، شھر ربیع الآخر، 197/1، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی، 2018م)

60) (المختصر في تاريخ شيخ الاسلام سيدنا عبد القادر الكيلاني وأولاده للدروبي، ص 33، طاهر علاء الدين القادري الكيلاني، 1978م)

61) (اخبار الاخیار، (مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان، ص39، مطبوعہ اکبر بک سیلرز، اگست 2004م)

قاعدہ: جو کام مخلوق کے بس کا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض نہ کرے اور جو کام خالق کے ہاتھ میں ہے اُس کے لئے مخلوق کو نہ کہے۔

آخری فیصلہ: آپ نے اپنی گفتگو جاری رکھ کر فرمایا کہ ہر مصیبت پر صبر ضروری ہے اور ہر مُوَحِّد (توحید پرست) پر لازم ہے کہ وہ یقین کرے ہر مشکل اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے کیونکہ ہر شَئے کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے ہر خَیر و شَر اور ہر نفع و نقصان اُسی سے ہے دینا نہ دینا اُس کے قبضے میں فتح اور رُکاوٹ اُسی کی جانب سے ہے۔ موت و حَیات اُسی کے ہاتھ میں ہے اور عزّت و ذلّت کا مالک وہی ہے۔[62]

چوروں کو اَولیاء بنادیا: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ بولنے میں اپنی مثال خود تھے ایک دفعہ آپ حج کے لئے جارہے تھے۔ قافلہ ایک سُنسان راستے سے گذرا تو اُس علاقے کے خوفناک ڈاکوؤں نے تمام مسافروں کا ساز و سامان لوٹ لیا اور غَوثِ اَعظَم کو کسی غریب کا بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لُٹا ہوا قافلہ آگے بڑھنے لگا تو راہزنوں (لُٹیروں) کے سردار نے آپ سے ازراہِ مذاق پوچھا "بچے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟" "ہاں" غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لٹیروں کی توقع کے خلاف جواب دیا۔ آخر سردار کے اِشارے پر غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامہ (لباس کی) تلاشی لی گئی مگر راہزنوں کو کچھ بھی نہ ملا۔ "ہمیں بے وقوف بناتا ہے۔" ڈاکوؤں کا سردار آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر جُھنْجُھلا گیا تھا (غصہ ہو گیا تھا)۔ مجھے نہیں معلوم کہ مذاق کیا ہے؟ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میرے پاس اٹھارہ (۱۸) اشرفیاں ہیں جو قُبا کے دَبیز اَستر[63] میں ٹانکی گئی ہیں۔ غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی پُر سکون لہجے میں کہا۔ سردار کے کہنے پر دوبارہ تلاشی لی گئی۔ آخر اُس کے ساتھی اشرفیاں پانے میں کامیاب ہو گئے۔ تمام رہزنوں کو اِس بات پر حیرت تھی کہ اگر آپ اُن اشرفیوں کی نشاندہی نہ کرتے تو وہ اُس طرف متوجّہ بھی نہیں ہوتے۔ آپ کی صاف گوئی پر سردار کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ تعجب ہوا تھا اس لئے وہ غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوال کئے بغیر نہ رہ سکا۔ "آپ تو جھوٹ بول کر اپنی اشرفیوں کو بچا سکتے تھے، پھر آپ نے ایسا کیوں نہ کیا؟" "رخصت کرتے وقت میری مادرِ گرامی (والدہ ماجدہ) نے مجھ سے عَہد (وعدہ) لیا تھا کہ اگر جان پر بھی بن جائے گی تو میں جھوٹ نہیں بولوں گا یہی میری والدہ کا حکم تھا اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے تو میں اِس حکم کو نہیں ٹال سکتا تھا۔" غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور سردار کو یوں محسوس ہوا جیسے آپ کے پورے جسم پر نور کی بارش ہو رہی ہو۔[64]

اِطاعت فرماں برداری کی یہ ایک ایسی مثال تھی جسے رہزنوں کا رہنما جُھٹلا نہیں سکا۔ غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا کئے تھے اُن کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ سردار رونے لگا۔ پھر تمام لوٹا ہوا مال واپس کر کے صِدقِ دل (سچے دل) سے تائب (برائی سے دستکش) ہوا۔

تَبصِرَہ اُویسی غُفِرَلَہ: اکثر کُتُب میں یہ واقعہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن اور طالبِ علمی کا ہے لیکن اِس کتاب میں حج کے موقعہ کا لکھا ہے ممکن ہے یہ واقعہ دوبار واقع ہوا ہو اِسی لئے اِس میں کوئی خَلِش (پریشانی) نہیں۔

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: کتاب "اقطابِ اربعہ" میں آپ کے کرم و سخا کا بیان نہایت ہی مختصر ہے۔ فقیر سے گوارہ نہ ہوا کہ اتنے بڑے شیخ کے اَوصاف مُجمل (مختصر) مذکور ہوں، فقیر بھی تفصیل تو نہیں عرض کر رہا لیکن کتابِ مذکور سے قدرے مُفصّل ہے۔ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُہد و تقویٰ اور تعلق بِاللہ میں اِس مقام پر فائز تھے کہ آپ اپنی ذات، اَولاد اور مال و دولت کی محبت سے بے نیاز ہو گئے۔ خود فرماتے ہیں:

---

[62] (فتوح الغیب، المقالة الثالثة فی الابتلاء، (ملتقطاً) 5/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[63] گرمیوں میں دروازوں پر دبیز پردے ڈال دیے جاتے ہیں تاکہ گرمی کا احساس کم ہو جائے۔

[64] (بهجة الاسرار، ذکر طریقه رضی الله عنه، 168، مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت، الطبعة الاولی، 1423ھ/2002ء)

مَا وُلِدَ قَطُّ مَوْلُودٌ إِلَّا وَأَخَذْتُهُ عَلَى يَدِي، وَقُلْتُ: هٰذَا مَيِّتٌ، فَأُخْرِجُهُ مِنْ قَلْبِي أَوَّلَ مَا يُولَدُ۔

یعنی میرے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا، اُسے ہاتھ میں لے کر اپنے آپ سے کہتا یہ مردہ ہے۔ اِس طرح وِلادت کے وقت سے ہی اُس کی محبت دل سے نکال دیتا۔

اگر مجلسِ وعظ کے اَوقات میں صاحبزادگان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو مجلس موقوف نہ کرتے اور بدستور سلسلۂ وِعظ و اِرشاد جاری رکھتے۔ جب غسل و کفن دینے کے بعد جنازہ باہر لایا جاتا تو آپ کرسی سے اُترتے اور جنازہ پڑھاتے۔[65]

آپ اِس فلسفہ پر کاربند (پابند) تھے کہ جان، مال، اولاد کچھ بھی اپنا نہیں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

يَا رَبِّ كَيْفَ أُهْدِي لَكَ الرُّوحَ، وَقَدْ صَحَّ بِالْبُرْهَانِ أَنَّ الْكُلَّ لَكَ۔[66]

یعنی یارب! میں اپنی روح کا ہدیہ پیش کروں حالانکہ سب کچھ تو تیرا ہے۔

مسند وعظ وارشاد: ظاہری و باطنی عُلوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس و تدریس اور وعظ و اِرشاد کی مَسند کو زینت بخشی۔ آپ کی مجلس وعظ میں ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) اَفراد کا مجمع ہوتا۔ ہفتہ میں تین (۳) بار، جمعہ کی صبح اور منگل کی شام کو مدرسہ میں اور اتوار کی صبح درگاہِ عالیہ میں وعظ فرماتے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شرکت کرتے۔ بادشاہ، وُزراء اور اَعیانِ مَملَکت (امرا) نیاز مَندانہ (آرزو مندانہ) حاضر ہوتے۔ عُلماء و فُقہاء کا جمّ غفیر ہوتا۔ بیک وقت چار چار سو (۴۰۰) عُلماء قلم، دوات لے کر آپ کے اِرشاداتِ عالیہ قلمبند کرتے۔ آپ کے فرمودات "ازدل خیزد بردل ریزد" کا مصداق تھے۔[67]

شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی رقمطراز ہیں:

مجلس آنحضرت ہرگزازجماعت یہود ونصاریٰ وامثال ایشاں کہ بردست اوبیعت اِسلام آوردندے وازطوائف عصاۃ ازقطاع طریق وارباب بدعت وفساد درمذہب واعتقاد کہ تائب می شد ند، خالی نبودے۔

یعنی حضرت شیخ کی کوئی محفل ایسی نہ ہوتی، جس میں یہودی، عیسائی اور دیگر غیر مُسلم آپ کے دستِ مبارک پر اِسلام سے مُشرّف نہ ہوتے ہوں اور جرائم پیشہ بدکردار ڈاکو، بدعتی، بدمذہب اور فاسد عقیدہ رکھنے والے تائب نہ ہوتے ہوں۔"[68]

آپ کے مواعظِ حسنہ، قضاء و قدر (تقدیر)، تَوکُّل، عملِ صالح، تقویٰ و طہارت، وَرَع (پرہیزگاری)، جہاد، توبہ، اِستغفار، اِخلاص، خوف و رَجا (آرزو)، شکر، تَواضُع، صِدق و راستی، زُہد و اِستغنا، صبر و رضا، مُجاہدہ، اِتّباعِ شریعت کی تعلیمات اور أَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اور نَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ کے آئینہ دار ہوتے۔

حکمرانوں کے سامنے حق گوئی: سیّدنا غَوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گو عملی طور پر معروف اَنداز کی سیاست میں حصہ نہ لیا مگر آپ سیاست کو دین سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مَواعظِ حسَنہ میں زبانی وعظ و تلقین اور پند و نَصائح پر اِکتفاء نہیں کرتے تھے بلکہ أَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اور نَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ کا بانی فریضہ بحُسن و خوبی اَنجام دیتے رہے اور حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق کہتے رہے۔ آپ ۴۸۸ھ

---

[65] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر ازواجه، 41/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[66] (سر الأسرار ومظهر الأنوار فیما یحتاج الیه الأبرار، ص292، دار الکتب العلمیة، 2010ء)

[67] (سیرت اقطاب اربعه، (مترجم)، 21/1 الی 25، (ملخصاً)، مطبوعه فروغ اِسلام یوپی، سن اشاعت، 1433ھ/2012ء)

[68] (اخبار الاخیار، (مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان، 43، مطبوعه اکبر بک سیلرز، اگست 2004ء)

سے سَن وِصالِ ۵۶۱ھ تک تہتر (۷۳) سال اپنی حیاتِ ظاہری میں بغداد کو اپنے فُیوضات سے نوازتے رہے۔ اِس اِثناء (دوران) میں درج ذیل پانچ (05) خُلفاء کا زمانہ آپ نے دیکھا:

خلیفہ مستظہر باللہ ۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ　　خلیفہ مسترشد باللہ ۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

خلیفہ راشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ　　خلیفہ مقتفی باللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

خلیفہ مستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

اُس دور میں سَلجوقی سَلاطین (بادشاہوں) اور عبّاسی خُلفاء کی باہمی کشمکش (لڑائی) اپنے عُروج پر رہی۔ شَورِش (سرکشی)، فتنہ اور باہمی اِفتراق (انتشار) کے اُس زمانے میں حضرت شیخ نے وعظ وتذکیر (ذکر) کے ذریعے محبت واُخُوّت (بھائی چارگی) کا درس دیا۔ لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرتے، حُبِّ جاہ ومال (مال و رتبہ کی محبت) دنیا کی تحقیر وتذلیل، نِفاق، رِیاکاری، بُغض وکِینہ کی مذمّت اور عقیدہ آخرت، دنیا کی بے ثَباتی، ایمان پر پختگی اور اَخلاقِ کامل کی اہمیت پر زور دیتے۔ آپ حُکّام (حاکم) وقت کی مُطلق پرواہ نہ کرتے اور نہ کبھی اُن کے دروازے پر جاتے۔ آپ حکمرانوں کے درباروں میں بیٹھنے کو فُقراء کے لیے اللہ کی طرف سے بہت جلد ملنے والی سزا اور گرفت قرار دیتے۔

آپ سلاطینِ وقت اور حُکّام کی مُصاحَبت (ہم نشینی) اختیار کرنے والے سرکاری درباری عُلماء ومشائخ کی بے حد مذمت فرماتے ایک موقعہ پر آپ اُس طبقہ سے یوں مخاطِب ہوئے:

"اے علم وعمل میں خیانت کرنے والو! تمہیں اُن (حکام وسلاطین) سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے دُشمنو! اے بندگانِ خدا کے حُقوق غصب کرنے والو! تم کُھلّے ظلم اور کُھلّے نِفاق میں مبتلا ہو۔ اے عالمو! اے زاہدو بادشاہوں اور سرداروں کے لیے کب تک منافق بن کر اُن سے دنیا کا مال ومَتاع اور اُس کی شہوات ولذّات لیتے رہو گے تم اور اِس زمانہ کے اکثر بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن (خیانت کرنے والے) بنے ہوئے ہو۔ اے اللہ! منافقوں کی شوکت (جاہ وجلال) توڑ دے اُن کو ذلیل فرما، توبہ کی توفیق دے، اُن ظالموں کا قَلع قَمع فرما (جڑ سے اکھیڑ دے) اور اُن کی اِصلاح فرما، یا زمین کو اُن سے پاک کر دے۔"

اُمراء اور حُکّامِ وقت کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا رویہ نہایت مُحتاط تھا۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"میں تیرہ (۱۳) سال حضرت غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ اِس طویل عرصہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناک اور منہ سے بلغم نکلتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر مکّھی بیٹھتے نہیں دیکھی۔

وَلَا قَامَ لِأَحَدٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ، وَلَا أَلَمَّ بِبَابِ ذِي سُلْطَانٍ، وَلَا جَلَسَ عَلَى بِسَاطِهِ، وَلَا أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِ۔

یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو کبھی کسی دنیادار کے اِستقبال میں کھڑے ہوئے، نہ کسی حاکم کے دروازے پر گئے، نہ کبھی کسی حاکم کی مَسند پر بیٹھے اور نہ اُن کے دستر خوان سے کچھ کھایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسے گناہ تصوّر کرتے۔ اگر کبھی خلیفہ یا وزیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے آنے سے پہلے اٹھ کر دولت خانہ میں تشریف لے جاتے تاکہ اُن کے لیے اُٹھنا نہ پڑے۔ جب وہ آکر بیٹھ جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے سخت دُرُشت لہجہ (سخت لہجہ) میں گفتگو فرماتے اور وعظ ونصیحت میں اِنتہائی مُبالغہ سے کام لیتے۔

وہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ چومتے اور مؤدّب ہو کر عاجزی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھتے۔ اگر کبھی خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کی نوبَت آتی تو یوں تحریر فرماتے: "عبد القادر تمہیں فُلاں کام کا حکم دیتا ہے اور تمہارے لیے یہ حکم بجالانا ضروری ہے۔"[69]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اور نَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے حکمرانوں کو بلا خوف و خَطر تنبیہ فرماتے۔ علّامہ محمد بن یحییٰ حلبی رَقمطراز ہیں:

كَانَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ لِلْخُلَفَاءِ وَالْوُزَرَاءِ وَالسَّلَاطِينِ وَالْقُضَاةِ وَالْخَاصَّةِ. يَصْدَعُهُمْ بِذٰلِكَ عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ وَرُؤُوسِ الْمَنَابِرِ وَفِي الْمَحَافِلِ. وَيُنْكِرُ عَلَى مَنْ يُوَلِّي الظَّلَمَةَ. وَلَا يَأْخُذُهُ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ۔

یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خُلفاء، وُزراء، سلَاطین، عَدلیہ، خَواص و عَوام سب کو أَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ اور نَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فرماتے اور بڑی حکمت و جرأت کے ساتھ بھرے مجمع اور کھلّی مَحافل و مَجالس میں بر سرِ منبر عَلی الاعلان ٹوک دیتے۔ جو شخص کسی ظالم کو حاکم بناتا اُس پر اعتراض کرتے اور اللہ کے معاملہ میں مَلامت کی پرواہ نہ کرتے۔[70]

ایک مرتبہ خلیفہ مقتفی الامر اللہ نے ابو الوفا یحییٰ بن سعید ایسے ظالم شخص کو قاضی بنا دیا جو اِبن المزحم الظالم کے لقب سے مشہور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بر سرِ منبر خلیفہ کو تنبیہ فرمائی: وَلَيْتَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَأْتِيَ أَظْلَمُ الظَّالِمِينَ غَدًا بَاكِيًا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

یعنی تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حکمران بنا دیا ہے جو اَظلَمُ الظّالمین ہے۔ کل قیامت کو اللہ رب العالمین کو کیا جواب دو گے؟ جو اَرحم الرّاحمین ہے۔

خلیفہ یہ سن کر لرزہ بر اَندام ہو گیا (خوف سے تھر تھر کانپنے لگا)، اُس پر گریہ طاری ہو گیا اور فوراً اُس قاضی کو عُہدہ سے مَعزول (برطرف) کر دیا۔[71]

ایک بار آپ کی خدمت میں لوگوں کا جمِ غفیر تھا، خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف حاضرِ خدمت ہوا اور نصیحت چاہی۔ ساتھ ہی سونے کی اشرفیوں کی دس (۱۰) تھیلیاں نذر کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اِس کی ضرورت نہیں اور قبول کرنے سے اِنکار کر دیا۔ خلیفہ کے بے حد اِصرار پر آپ نے دو (۲) تھیلیاں اٹھا کر اُن کو نچوڑا تو تازہ خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے فرمایا ابو المظفر! تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی لوگوں کا خون جمع کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ یہ منظر دیکھ کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی عزّت کی قسم اگر خلیفہ کی رسول اللہ ﷺ سے نَسَبی قَرابَت کا احترام نہ ہوتا تو میں خون بہنے دیتا یہاں تک کہ خلیفہ کے گھر میں داخل ہو جاتا۔[72]

اِسی خلیفہ مستنجد باللہ نے ایک بار آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اِطمینانِ قلبی کے لئے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا سیب، اُس وقت عراق میں سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا تو اُس میں دو (۲) تازہ سیب آ گئے آپ نے ایک مستنجد کو دیا اور دوسرا خود کاٹا جو

---

69) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اِسلام الیهود والنصاری علی یدیه، 19/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

70) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، دخوله بغداد، 8/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

71) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، دخوله بغداد، 6/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

72) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، کلامه فی الاسم الاعظم، 65/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

نہایت خوشبودار نکلا۔ جب کہ مستنجد باللہ نے سیب چیرا تو اُس میں سے کیڑا نکلا۔ اُس نے پوچھا اِس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا اے ابوالمظفر اِس کو ظلم کا ہاتھ لگا تو اِس میں کیڑے پڑ گئے۔ [73]

علمی مشاغل: آپ کی پوری زندگی اپنے جدِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فرمان: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ [74] (یعنی علم پڑھو اور پڑھاؤ۔) سے عبارت تھی۔ تصوُّف وولایت کے مرتبہ عُظمیٰ پر فائز ہونے اور خَلقِ خدا کی اِصلاحِ تربیت کی مَشغولیت کے باوَصف (باوجود) درس وتدریس اور کارِ اِفتاء سے پہلو تہی (کنارہ کشی اختیار) نہ کی۔ آپ نے مذہبِ اَہلسنّت وجماعت کی نُصرت (مدد) وحمایت میں تقریر کے علاوہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے بھی کام لیا۔ آپ تیرہ (۱۳) مختلف عُلوم کا درس دیتے اور اُس کے لئے باقاعدہ ٹائم ٹیبل (Time Table) مُقرّر تھا۔

اگلے اور پچھلے پہر تفسیر، حدیث، فِقہ، مذاہب اَربعہ، اُصول اور نَحو کے اَسباق ہوتے۔ ظہر کے بعد تجوید وقرأت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم ہوتی۔ [75]

مفتیِ غَوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضور غَوثِ اَعظَم سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنِ فتاویٰ میں بھی بے عَدیل (بے مثال) روزگار تھے۔ آپ بالعموم شافعی وحنبلی مذہب کے مطابق فتوے دیتے، عُلماءِ عراق آپ کے فتویٰ پر مُتعجّب (حیران) ہوتے اور بڑی تعریف کرتے۔

عجیب وغریب فتویٰ: ایک دفعہ ایک اِستِفْتا (فتویٰ) آیا۔ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ وہ ایسی عبادت کرے گا جس میں بوقتِ عبادت رُوئے زمین کا کوئی دوسرا شخص شریک نہ ہو گا ورنہ اُس کی بیوی کو تین طلاقیں، عُلماء حیرت زدہ رہ گئے کہ ایسی کون سی عبادت ہو سکتی ہے جس میں وہ تنہا عبادت کر رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اُس میں شریک نہ ہو۔ جب یہ اِستِفْتا (فتویٰ) حضرت شیخ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فوراً بَرجَستہ (بلا تامل) فرمایا اُس شخص کے لئے مَطاف [76] خالی کر دیا جائے اور وہ اکیلا خانہ کعبہ کے سات (۷) چکر مکمل کرے۔ عُلماء نے اِس جواب پر دادِ تحسین دی (خراج تحسین پیش کی)۔ [77]

تَبصِرہ اویسی غُفِرَلَہ: بِلاشبہ طواف وہ عبادت ہے جو بیتُ اللہ کے ساتھ موقوف ہے اور جب مَطاف خالی کر دیا گیا تو کوئی دوسرا شخص اُس وقت شریکِ عبادت نہیں رہے گا اور یوں اُس شخص کی قسم پوری ہو جائے گی۔

غلط دعویٰ کرنے والے کا ردّ: کسی نے دعویٰ کیا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا واقعی تو نے ایسے کہا ہے؟ عرض کی ہاں، آپ نے اُس کی زَجر وتوبیخ (نصیحت و ہدایت) کی اور فرمایا آئندہ ایسا دعویٰ نہ کرنا۔ [78]

صِدق کی دعوت: اپنی کتاب غنیۃ الطالبین [79] میں فرماتے ہیں اُس کی تحقیق وتفصیل فقیر کے رسالہ ''ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین'' اور رسالہ ''کیا غَوثِ اَعظَم وہابی ہیں؟'' میں دیکھئے۔ اُویسی غُفِرَلَہ

---

[73] (بهجة الاسرار ، ذكر فصول من كلامه رضى الله عنه ، 121 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

[74] (سنن الدارمی، كتاب المقدمة، باب الاقتداء بالعلماء ، 298/1، الحديث227 ، مطبوعه دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، 1412 ھ 2000 ء)

[75] (سیرت غوث الثقلین ، 64/1الی 65 ، مطبوعه قدیمی کتب خانه ، 1985ء)

[76] کعبہ کی گرد وہ جگہ جو طواف کرنے کے لئے مقرر ہے۔

[77] (اخبار الاخیار ،(مترجم) ، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 39 ، مطبوعه اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[78] (المعتقد المنتقد ، باب الالهيات ، انه تعالى مرئى بالابصار فى دار القرار ، 57 ، مطبوعه مجمع اسلامى رضا اكيڈمى ، مبارک پور ، الطبعة الثانيه ، 1422ھ/2001ء)

[79] غنیۃ الطالبین بعض کے نزدیک حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

"فضائل میں سب سے بڑی فضیلت صِدق (سچائی) میں ہے۔"

صِدق (سچائی) جُملہ اُمور (تمام کاموں) کا سرتاج ہے اِسی سے ہر اَمر کمال پاتا ہے اِسی سے ہر اَمر کا نظام ہے یہ نبوّت کے بعد دوسرا درجہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا ۔(پارہ۵، سورۃالنساء، اٰیت۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

صادِق اسمِ لازم ہے صِدق سے مُشتَق ہے اور صِدّیق اُس کا مُبالغہ ہے وہ جس سے بار بار صِدق صادر ہو بلکہ اُس کی صِدق عادت و فطرت بن جائے اور اُس پر صِدق کا غلبہ ہو۔ صِدق ظاہر و باطن حال میں برابر ہو صادِق وہ ہے جس کے اَقوال سچے ہوں صِدّیق وہ ہے جس کے جُملہ اَقوال واَحوال صِدق پر مبنی ہوں۔ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہو وہ صِدق پر اِلتزام (پابندی) کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ صدّیقین کے ساتھ ہے۔

بعض نے کہا کہ ہلاکتوں کے موقعہ پر حق کی بات کہنا، بعض نے کہا صِدق عمل میں اللہ تعالیٰ سے وَفا کا نام ہے۔ حضرت سَہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو یا دوسرے کو بچانے کی کوشش میں ہو وہ صِدق کی خوشبو نہ سونگھ سکا، بعض نے کہا صِدق یہ ہے کہ ہلاکت کی جگہ پر جہاں جھوٹ کے سوا نہ بچا سکے سچ بولنا۔ بعض نے کہا جب تم اللہ تعالیٰ کو صِدق سے تلاش کروگے تو وہ تمہیں ایسا آئینہ عطا کرے گا جس سے تم عجائبِ دنیا و آخرت کی ہر شے کو دیکھو گے۔ (80)

مواعظِ غوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ فرماتے تھے میں تمہیں تقویٰ و قناعت (جو کچھ مل جائے اس پر رضا مندی کی خُو) اور ظاہرِ شَرع پر اِلتزام (پابندی) اور سَلامتِ صَدر و سَخاءُ النفس اور بَشاشَتِ وَجہ (خوش اخلاقی) اور ہر شے راہِ خدا میں لٹانے اور لوگوں کو اَذیت نہ پہنچانے اور ہر چھوٹے بڑے کی خیر خواہی اور ترکِ خُصومَت (ترک دشمنی) کی وصیت کرتا ہوں، نیز آپ کے مَواعِظ میں یہ بھی ہے کہ میں تمہیں اَغنیاء (امیروں) کے ساتھ باوقار اور فُقراء کے ساتھ عِجز وانکسار کے ساتھ رہنے کی وصیّت کرتا ہوں اور اپنے اوپر عِجز واِخلاص کو لازم پکڑو۔ (81)

نَصائِحِ غوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جب تم اپنے دل میں کسی کا بُغض یا محبت پاتے ہو تو اُسے کتاب وسنّت سے پرکھو (معائنہ کرو) اگر کسی سے بُغض کتاب وسنّت کے مطابق ہے تو اُس پر خوشی مناؤ کہ تمہارا بُغض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے موافق ہے اگر کوئی کتاب وسنت کے مطابق عمل رکھتا ہے لیکن تم اُس سے بُغض کرتے ہو تو سمجھ لو کہ تم بندۂ شَہوات (خواہشات کے غلام) ہو اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے اُس سے بُغض کرتے ہو اور تم اُس بُغض سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہو۔ (82)

---

[80] (غنیۃ الطالبین (مترجم)، صداقت کا بیان، 774، مطبوعہ فرید بک اسٹال، سن اشاعت، 4009ھ/1988ء)

[81] (سیرت اقطاب اربعہ، (مترجم)، مقدمہ، 29/1، مطبوعہ فروغ اِسلام یوپی، سن اشاعت، 1433ھ/2012ء)

[82] (فتوح الغیب، المقالۃ الحادی والثلاثون فی البغض فی اللہ، 60/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَرَع (پرہیز گاری) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تم اُس پر اِلتزام (پابندی) کرو ورنہ ہلاکت تمہاری گردن میں ہو گی اور وہ تمہارے سر ہو گی اور تم اُس سے بھی نجات نہ پا سکو گے سِوائے اِس کے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔[83]

حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمہیں مال عطا کرے تو اُس سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت (فرمانبرداری) میں وقت بَسر کرو ورنہ وہ مال تیرے لئے دنیا و آخرت کا حِجاب (پردہ) بن جائے گا بلکہ وہ مال تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گا اور تجھے مُنعِم (انعام کرنے والی ذات) سے ہٹا کر اپنے میں مشغول کر دے گا اگر تم مال سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طاعَت میں وقت بسر کرو گے تو تجھ پر اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہوں گی اور تیرے مال میں بھی کمی نہیں آئے گی پھر دنیا میں بھی عَیش و عِشرت سے گذرے گی اور آخرت میں بھی مکرّم و مُطَیَّب (معزز و محترم) ہو گے اور صِدّیقین و شُہداء و صالحین کے ساتھ جنتُ الماویٰ میں مُقیم (سکونت پذیر) ہو گے۔[84]

اور فرمایا کہ اگر تم ضعیف الایمان والیقین (ایمان و یقین میں کمزور) ہو اور تو نے وعدہ کر رکھا ہے فلہٰذا اُسے پورا کرو اس کے خلاف نہ کرو ورنہ تمہارا ایمان چِھن جائے گا اور تیرا یقین تیرے سے زائل ہو جائے گا اگر تو قوی الایمان والیقین (ایمان و یقین میں مضبوط) ہے تو دل میں اُسے اور زیادہ مضبوط کر اور ثابت قدم رہ پھر مِنجانبِ اللہ خطاب نصیب ہو گا۔

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ (پارہ ۱۳، سورۃ الیوسف، آیت ۵۴) **ترجمہ:** کہا بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزّز مُعتَمد ہیں۔

یعنی آج تو تمہارے ہاں مکین و اَمین ہے۔[85]

حِکمت کی باتیں: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حِکمت کے اَقوال اور اعلیٰ گفتار بے مثال ہیں فرمایا: "عملِ صالح صِدق و خُلوص و تقویٰ سے نصیب ہوتا ہے ایسا انسان ماسوی اللہ (سوائے اللہ) کے ہر شے صبح و شام دور ہو جاتا ہے۔[86]

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ عِجز و نیاز کے ساتھ مُنعِم (انعام کرنے والی ذات) کی نعمت کا اِعتراف ہو، سنّتِ الٰہی کا مُشاہدہ اور حفظِ حُرمت یوں ہو کہ دل میں سمجھے کہ نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ فقیرِ صابِر، غنیِ شاکر سے اَفضل ہے اور فقیرِ شاکر دونوں سے اَفضل ہے جو آخرت کا طالِب (طلبگار) ہے وہ دنیا میں زُہد اِختیار کرے اور جو اللہ تعالیٰ کا طالِب (طلبگار) ہے وہ آخرت سے بھی بے نیاز ہو جائے۔[87]

صِدق و صَفاء پر اِلتزام (پابندی) ضروری ہے اُن کے سِوا قُربِ الٰہی ناممکن ہے جو دنیا و آخرت میں سلامتی چاہتا ہے اُسے صبر و رضا پر اِلتزام (پابندی) اور مخلوق سے شِکوہ و شکایات ترک کرے اُس کی صرف دو حالتیں ہیں (۱) عاقِبت (۲) بلاء۔ جب کوئی جَزَع و شکوہ (شکوہ و پریشانی) اور غصہ و رنج اور اِعتراض اور تہمتِ بر حق میں مبتلا ہو جائے تو وہ نہ صبر کرنا چاہے گا اور نہ رضا اور نہ مُوافقتِ الٰہی بلکہ یہ بے اَدبوں میں شمار ہو گا۔ اگر عاقِبت (آخرت) کے

---

[83] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، کلامه فی الورع، 64/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[84] (فتوح الغیب، المقالة الثانیة عشر فی النهی عن حب المال، 23/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[85] (فتوح الغیب، المقالة التاسعة عشر فی الامر بوفاء العهد، والنهی عن خلفه، 37/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[86] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، کلامه فی العمل الصالح، 60/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[87] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، سئل رضی الله عنه عن الشکر، 71/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

معاملہ میں مبتلا ہے تو اُسے حرصِ کبر، اِتّباعِ شَہوات ولذّات گھیر لیں گی جب ایک کو پالے گا تو دوسری کی طلب کرے گا اِس طرح سے تباہ وبرباد ہو جائے گا اِسی لئے چاہیے کہ اُن کی طلب نہ ہو۔[88]

فقہ کے بارے میں: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ فِقہ حاصل کرنے کی دعوت دیتے تھے اور اُس کے حصول کے لئے شرائط بیان فرماتے تھے اور فرماتے پہلے فِقہ حاصل کرو پھر خَلوَت(تنہائی)، اور فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت علم کے بغیر کی تو صَلاحِیَّت (اصلاح) سے اُسے فساد زیادہ نصیب ہو گا اور فرمایا کہ تم شَرعِ ربّانی کا چراغ حاصل کرو۔

اور فرمایا جو اپنے علم پر عمل کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ایسے علم کا وارِث بنائے گا جس کا اُسے پہلے علم نہ تھا یعنی علمِ لَدُنّی[89] نصیب ہو گا۔

اور فرمایا کہ اپنے سے اَسباب کو توڑدو۔ دوستوں اور لوگوں سے دور رہو۔ اپنے دل میں زُہد کے اَثرات پیدا کرو۔ دل کو حُسنِ ادب سے آراستہ کرو۔ ماسوٰی اللہ سے بالکل الگ تھلگ رہو، ماسوٰی اللہ کی طرف کان نہ دھرو اور نہ ہی اُس کے اَسباب کی تلاش کرو تاکہ کہیں تیرے دل کا چراغ بجھ نہ جائے۔ چالیس(۴۰) دن مسلسل اپنے ربّ تعالیٰ کے ساتھ خُلوص کرو تیرے دل سے حکمت کے چشمے زبان پر جاری ہو جائیں گے۔[90]

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: اِسی کو عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے:

ے چشم بند وگوش بند ولب به بند * گرنه بینی سرِحق برمن بخند

یعنی آنکھ، کان، اور ہونٹ بند رکھ پھر اگر خدا کا راز نہ پائے تو مجھ پر ہنس۔

تصانیف: مُصَنِّفِ ''مناقبِ اقطابِ اربعه'' (عربی) نے فرمایا:

(1) اَلْغُنْيَةُ لِطَالِبِي الْحَقِّ، بار بار مطبوع ہو رہی ہے۔

(2) اَلْمَوَاهِبُ الرَّحْمَانِيَّةُ وَالْفُتُوحَاتُ الرَّبَّانِيَّةُ

(3) تفسیر القرآن الکریم ومخطوطه، دو اجزاءِ رشید کرامہ کے پاس طرابلس شام میں موجود ہے۔

(4) تَنْبِيهُ الْغَبِيِّ إِلَى رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ، (مخطوطہ فاتیکان رومہ) میں موجود ہے۔

(5) جَلَاءُ الْخَاطِرِ، یہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے مَلفوظات ہیں۔ خلیفہ نے کشف الظنون میں ذکر کیا ہے حال ہی میں اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔ (اُویسی غُفِرَلَہ)

(6) حِزْبُ بَشَائِرِ الْخَيْرَاتِ (اسکندریہ مصر میں مطبوع ہوئی) حال ہی میں پاکستان میں بھی اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ (اُویسی غُفِرَلَہ)

(7) فُتُوحُ الْغَيْبِ، بار بار شائع ہوئی اور اُردو میں بھی (اُویسی غُفِرَلَہ)

(8) رساله غوثیه مکتبه الاوقاف بغداد میں موجود ہے فقیر نے بھی اُسے اپنی تصنیف ''غَوثِ اَعظَم لقب کس کا؟'' میں شامل کر کے شائع کیا ہے (اُویسی غُفِرَلَہ)

---

88) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، کلامه فی الصدق، 61/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

89) وہ علم جو محض فیض الٰہی وافتائے ربانی سے حاصل ہوا ہو اور اس میں اپنی محنت یا کسی استاد کی تعلیم کا دخل نہ ہو۔

90) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، کلامه فی الفقه، 64/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

(9)حِزْبُ عَبْدِ الْقَادِرِ الْگِیلَانِیّ۔، مکتبہ الاَوقاف بغداد میں ہے۔

(10)اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِیُّ وَالْفَیْضُ الرَّحْمَانِیُّ۔، یہ بھی حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات ہیں۔ بارہا مطبوعہ ہوئی اور اردو میں بھی۔(اُویسی غُفِرَلَہ)

(11)رِسَالَۃُ الْوَصِیَّۃِ

(12)مَنَاقِبُ الْجِیلَانِیّ[91]

اضافہ اُویسی غُفِرَلَہ: بعض عُلماء نے فرمایا کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''هَدِيَّةُ السَّالِكِينَ فِي تَوْضِيحِ غُنْيَةِ الطَّالِبِينَ'' میں عرض کر دگئی ہے۔ یاد رہے کہ مُصَنِّف نے نَمونہ بیان کیا ہے ورنہ غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

طریقت: مُصَنِّفِ ''مناقبِ اقطابِ اربعہ''(عربی) نے فرمایا: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ نے طریقت کے دس(10) اُصول مُرَتّب فرمائے۔ دراصل دعوتِ ایمان واِتّباعِ کتابُ اللہ ِ تعالیٰ وسنّتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وحفاظتِ اَرکان الاِسلام اور فضائل کا تَمَسُّک(اختیار کرنا) اور رَذائل(بُری صِفات) سے اِجتناب(بچنے) کا نام طریقت ہے اور یہ اُصول آپ نے اپنی کتاب ''غُنیۃ الطّالبین'' میں بیان فرمائے۔ چنانچہ فرمایا کہ اَہلِ مُجاہدہ واہلِ عَزم کو دس(10) خِصال(عادات) ضروری ہیں جو اَہلِ حق نے اپنے لئے آزمائے ہیں جب کوئی اُن کو قائم کرے گا اور اُن پر ثابت قدم رہے گا اُن کی برکت سے مَنازِلِ شریفہ تک پہونچے گا، اُن میں سے ایک یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قَسم نہ کھائے سچی ہو یا جھوٹی عمداً ہو یا سہواً(جان بوجھ کے ہوے یا بھول کے) جب اُس پر مضبوطی سے کاربند(عمل پیرا) ہو گا کہ کبھی ایسی قَسم نہ کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر اَنوار کا دروازہ کھولے گا جس کا فائدہ وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا بلکہ جسم میں بھی اُس کا احساس ہو گا اِس سے اللہ تعالیٰ اُس کے درجات بلند کرے گا اور عَزم(ارادے) میں قوّت پیدا ہو گی۔ لوگوں میں اُس کی تعریف ہو گی ہمسائیگان(پڑوسیوں) کی نظروں میں بھی اچھا آدمی سمجھا جائے گا پھر ہر شخص اُس کے حکم کو تسلیم کرے گا اور جو اُسے دیکھے گا اُس پر اُس کا رُعب(دبدبہ) چھا جائے گا۔

(۲) جھوٹ سے اِجتناب(پرہیز) کرے نہ عمداً(جان بوجھ کر) اور نہ بطورِ مذاق، اُس پر مضبوطی سے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کا سینہ کھول دے گا اور اُس کا علم صاف وشفّاف ہو جائے گا اور ایسی طبیعت کا مالک بن جائے گا کہ گویا وہ کِذب(جھوٹ) کو جانتا تک نہیں بلکہ کسی دوسرے سے ایسی بات سنے گا تو وہ اُسے مَعیوب(برا) محسوس ہو گا اگر وہ اُس کے لئے تَکَذُّب(جھوٹی بات کرنے) سے اِجتناب کی دعا مانگے تو ثواب پائے گا۔ مزید ''فتوح الغیب شریف'' کا مطالعہ کیجئے۔[92]

اَزواجِ مُکرّمات رَحِمَهُمُ اللهُ تعالٰی: شیخ الصُّوفیہ حضرت شیخ شَہاب الدین عُمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں لکھا کہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مدّت سے نکاح کرنے کا اِرادہ کرتا تھا لیکن تَضَیُّعِ اوقات(وقت کے نقصان) کے خوف سے باز رہا، بالآخر تقدیرِ الٰہی سے میرے لئے نکاح کرنے کے اَسباب بنے تو یکے بعد دیگرے(ایک کے بعد ایک) میں نے چار(۴) شادیاں کیں۔[93]

---

[91] (سیرت اقطاب اربعہ، (مترجم)، ج 1 ص62الی 27، (ملتقطا)، مطبوعہ فروغِ اِسلام یوپی، سن اشاعت 1433ھ/2012ء)

[92] (غنیۃ الطالبین (مترجم)، اہل مجاہدہ کی دس خصلتیں، 753 الی 755، مطبوعہ فرید بک اسٹال، سن اشاعت 4009ھ/1988ء)

[93] (عوارف المعارف، (مترجم)، باب 21، صوفیوں کی ازدواجی زندگی، 330/1، مطبوعہ مکتبہ سخی سلطان (زاہد بشیر)، سن اشاعت 1998ء)

اَولادِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الرّزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے ہاں اُنچاس 49 بچے ہوئے، جن میں سے بیس (20) لڑکے تھے، اور باقی لڑکیاں تھیں،[94] آپ کی اولادِ نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:

(۱) حضرت شیخ عبد الوہّاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبد الرّزاق رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبد الجبّار رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ مُصَنِّفِ کتاب نے صرف ۱۳ صاحبزادگان کے اَسماء گرامی لکھ کر اِجمالی (مختصر) تعارف بیان کیا۔ فقیر اویسی غُفِرَلَہ کچھ تفصیلی حالات عرض کرتا ہے۔[95]

(1) حضرت شیخ عبد الوھاب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۳ھ ہجری میں ہوئی۔

تحصیل علوم: آپ نے زیادہ تر اپنے والدِ ماجد کو حدیث سنائی اور اُنہیں سے تَفَقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، علاوہ اَزیں آپ نے اِبنُ الحسین و اِبنُ الرعوابی و ابو غالب اِبنِ النبار رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شیُوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیلِ عُلوم کے لئے آپ نے عجم کے دُور دَراز بِلاد (شہروں) کا بھی سفر کیا۔

درس وتدریس: الغرض تحصیلِ عُلوم کے بعد آپ نے بیس (۲۰) سال کی عمر میں ۵۴۳ھ کے اندر اپنے والدِ ماجد کے سامنے اُنہی کے مدرسہ میں نہایت سرگرمی اور جِدّ و جَہد کے ساتھ درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وَعظ گوئی کی، فتوے دیئے۔

آپ وَعظ گوئی میں یدِ طولیٰ (بڑی مہارت) رکھتے تھے، آپ کا وعظ دلچسپ اور ظَرافَت آمیز (ظرافت سے بھری ہوا/مزاحیہ) ہوا کرتا تھا، شِیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے عِلم و فَضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حسینی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور اَحمد بن عبد الواسع بن امیر جیسے عُلماء آپ ہی کے تلامذہ (شاگردوں) میں سے ہیں۔

اخلاق وعادات: آپ نہایت با مُرَوَّت (خوش اخلاق)، کریمُ النّفس، حَلیم الطّبع، مُنکسِرُ المزاج (متواضع شخص)، صاف گو اور صاحبِ جُود و سَخا (سخاوت کرنے والے) شخص تھے۔ خلیفہ ناصر الدین نے ستم رَسیدہ مظلوموں کی اِمداد و مُعاوَنت اور اُن کی فریاد رَسی پر آپ کو مامُور کیا تھا۔

وفات: آپ نے بغداد کے اندر پچّیس (25) شوّال ۵۹۳ھ ہجری میں شب (رات) کے وقت وفات پائی، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں مدفون (دفن) ہوئے۔[96]

اولاد: آپ کی اَولاد میں سے مشہور شیخ عبد السّلام ہیں، آٹھ (08) ذی الحجہ ۵۴۸ھ کو آپ تولُّد (پیدا) ہوئے، اور تین (03) رجب المرجب ۶۱۱ھ ۱۱۹۸ء کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

---

[94] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر ازواجه، ج 1 ص 41 الی 42، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[95] (سیرت غوث الثقلین، اولاد پاک، 216/1، مطبوعه قدیمی کتب خانه، 1985ء)

[96] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده، 42/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

آپ حنبلیُّ المذہب تھے، آپ نے اپنے والد ماجد اوراپنے جدِّ اَمجد حضرت غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، پھر آپ نے مدّت تک درس و تدریس کے کام کو سر اَنجام دیا، مُتعدِّد اُمورِ مذہبی کے آپ مُتَولّی (سربراہ) رہے، چنانچہ کِسْوَۂ بیتُ اللہ شریف (غلافِ بیت اللہ) کے بھی آپ مُتَولّی (سربراہ) رہے، اِس اِثناء (دوران) میں آپ نے حج بھی اَدا کیا۔[97]

(2) حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ کے صاحبزادوں میں سے قُدوۃُ العارفین عُمدۃُ الکاملین حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق ہیں، آپ ۱۸ ذیقعد ۵۲۸ھ کو تولُّد (پیدا) ہوئے۔

آپ کا علم وفَضل: آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اور حدیث سنی، علاوہ اَزیں آپ نے ابو الحسن محمد بن الصائغ رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابو الفضل محمد الارسوی رحمۃ اللہ علیہ، ابو القاسم سعید بن النبار رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن الزاغوانی رحمۃ اللہ علیہ، ابو المظفر محمد الہاشمی، ابو المعانی اَحمد بن علی بن السمین رحمۃ اللہ علیہ اور ابو الفتح محمد بن البطر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی حدیث سنی۔

آپ حافظِ حدیث وفقیہ حنبلیُّ المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی مُباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔

آپ نے بہت سے لوگوں کو اِجازتِ حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، شیخ کمال عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اَحمد بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ اور اسمٰعیل العسقلانی وغیرہ نے آپ سے اِجازتِ حدیث حاصل کی۔

اخلاق حَسَنہ: آپ ثِقاہَت وصداقت (سنجیدگی، متانت)، تَواضُع واِنکسار، عِصمت وعَفاف (پارسائی) اور صبر وشُکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام النّاس سے کنارہ کَش رہتے اور ضروریاتِ دینی کے سوا تھوڑی دیر کے لئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود عُسرَت (تنگی) کے بھی آپ مجسّمۂ سخاوت تھے، طُلباء سے نہایت اُنس (محبت) رکھتے تھے۔

وفات: آپ نے ۶ شوال ۶۰۳ھ کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات پائی، اور وہیں بابِ حَرب میں آپ مَدفون ہوئے۔

اِبنِ نجّار نے بیان کیا ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اِس قدر خَلقت (مخلوق) جمع ہوگئی تھی کہ مجبوراً بیرونِ شہر میں آپ کا جنازہ لے جاکر نماز پڑھی گئی، لیکن پھر بھی ہزارہا مشتاقان محروم رہ گئے، اِس لئے کہ کثرتِ ہُجوم کی وجہ سے آپ کے جنازہ کو جامِع رُصافہ، باب تُربۃ الخُلفاء، باب الحریم، مقبرہ اِمام اَحمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات میں لے جاکر کئی بار نماز پڑھی گئی۔

آپ کے جنازہ میں اِس قدر لوگ شریک تھے کہ کبھی جمعہ وعیدین میں بھی نہیں ہوئے تھے۔[98]

حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

(۱) شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ: آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ۵۵۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ۹ جمادی الآخر ۶۱۱ھ کو آپ داعی اَجل کو لبیک کہہ کر دارِ اَبدی کی جانب کُوچ کر گئے، اور اپنے والدِ ماجد کے قریب مقبرہ حلبہ میں مَدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شُیوخ سے حدیث سُنی، آپ اپنے وقت کے قُطب تھے۔[99]

---

[97] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده اولاده، 45/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[98] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده، 43/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[99] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده اولاده، 45/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

(۲) شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ: مِنجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبدالرحیم ہیں، آپ نے حدیث شُہرہ بنت الابری اور خدیجہ بنت اَحمد النہروانی رحمۃ اللہ علیہاوغیرہ سے سُنی، آپ کا تَولد ۱۴ ذیقعد ۵۳۰ھ کو ہوا، اور بغداد ہی میں ۶۰۶ھ کو آپ نے وفات پائی، اور بابِ حرب میں مَدفون ہوئے۔

(۳) شیخ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ: مِنجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے بہت سے لوگوں سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اور حدیث سُنی اور بیان کی، آپ زُہد و تقویٰ اور فقر و تصوّف سے آراستہ تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نَشینی (تنہائی میں رہنا) آپ کا شیوہ تھا۔

بغداد ہی میں آپ کا اِنتقال ہوا، اور حضرت اِمام اَحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مَقبرہ میں مَدفون ہوئے، آپ کی تاریخِ تولّد (تاریخ پیدائش) یا سَنّ وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں۔

(۴) شیخ ابوالمحاسِن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ: مِنجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوالمحاسِن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ نے اپنے والد ماجد، اپنے عُمّ (چچا) بزرگ اور دیگر بہت سے شُیوخ سے حدیث سُنی، ماہ صفر ۶۰۶ھ کو بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔[100]

(۵) شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ: مِنجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کی ولادت ۱۴ ربیع الاول ۵۳۴ھ کو ہوئی، آپ نے اپنے والد و عُمّ (چچا) بزرگوار سے بالخصوص اور فُضلائے (فاضلین) وقت سے بالعموم حدیث سُنی، آپ حنبلیُّ المذہب تھے، درس و تدریس اور بحث و مباحثہ کا بھی مشغلہ کیا کرتے تھے۔

آٹھ (۸) ذیقعد ۶۲۲ھ کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القُضّاۃ مقرّر ہوئے، اور خلیفہ مَوصوف کی حَیات (زندگی) تک آپ منصبِ قضا پر مامُور رہے، آپ حَنابِلہ میں سے پہلے شخص ہیں جو قاضی القُضّاۃ کے لقب سے پکارے گئے۔

خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عَہدِ خلافت سے چار (04) ماہ کے بعد آپ کو مَنصبِ خلافت سے مَعزول (برطرف) کر دیا تھا، باوجود اِس کے کہ آپ مَنصبِ قضا پر مامُور تھے، لیکن آپ کے اَخلاق و عادات، آپ کے حِلم و عَفو، اور آپ کی تَواضُع و اِنکساری میں مطلقاً کچھ بھی تَغیُّر (تبدل) نہیں ہوا تھا۔

آپ اعلیٰ درجہ کے مُحقّق، عارِف، فقیہ، مُناظِر، محدّث، عابِد، زاہِد، مُقرّر، مُحرّر، واعِظ، شِیریں کلام، خوش طَبع اور مَتین (سنجیدہ) تھے فُروعاتِ مذہبیہ میں آپ کی معلومات نہایت وَسیع تھی۔

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے منصبِ قضا سے مَعزول (برطرف) کیا تو آپ نے اِس بارِ گراں (بھاری بوجھ) کے سر سے اُتر جانے پر حَسبِ ذیل اَشعار میں شکریہ ادا کیا:

حَمِدْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا ... قَضَى لِي بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ

وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُورِ أَشْكُرُ ... وَأُدِّ عُفْوًا مُعْتَادَ الدُّعَاءِ

اصل کتاب میں لکھا ہے کہ عبد الوہاب کے بیٹے ہیں۔

[100] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر. ذکر اولاد اولاده. 46/1. مطبوعه المصطفی البابی حلبی. اولاده بمصر. الطبعة الثالثة. 1375ھ/1956ء)

یعنی(۱) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے قضاء سے نجات پانا میرے لئے مُقرّر کیا تھا۔(۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور(شکر گزار) ہوں اور اُس کے لئے معمول سے زیادہ دعائے خَیر کرتا ہوں۔[101]

مَعزول (برطرف) ہونے کے بعد آپ مدرسہ حَنابِلہ میں درس وتدریس اورافتاء کاکام کرنے لگے۔ فقہ میں آپ نے کتاب ''إِرْشَادُ الْمُبْتَدِئِينَ''تصنیف کی، جماعتِ کثیرہ نے آپ سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اِنہی اُمور کا بیان کرتے ہوئے صَرصَری نے آپ کی مدح میں ''قَصِيدَةٌ لَامِيَةٌ''لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے: ؎ وَفِي عَصْرِنَا قَادَ كَانَ فِي الْفِقْهِ قُدْوَةً أَبُو صَالِحٍ نَصْرٍ نِكْلِ مُؤْمِلِ

یعنی اِس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں، وہ ہر ایک اُمیدوار کے لئے مُعین ومدد گار ہیں۔

مَعزولی (برطرفی) کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافر خانہ کا جو دیر روم کے نام سے مشہور تھا، متولّی(سرپرست) کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصبِ قضا سے مَعزول(برطرف) کر دیا تھا، تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ویسی ہی عزّت ووُقعت تھی۔

۶شوال ۶۶۳ھ کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور بابِ حرب میں مَدفون ہوئے۔[102] آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت و رِیاضت، زُہد و تقویٰ، اِنکسار اور وَجد و جذبہ میں ایک دوسرے پر سَبقت لئے ہوئے تھے، درس وتدریس اورافتاء کا مشغلہ رکھتے تھے۔

آپ کی ایک صاحبزادی تھیں، جن کا نام زینب تھا، خوش سیرت کریم النّفس وَجیہ، مُتواضع اور نہایت مَتین(سنجیدہ) تھیں۔[103]

(3) حضرت شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے حضرت شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۲۷یا۲۸شوال ۵۳۲ھ میں آپ کا تولّد ہوا۔

علم وفضل: آپ نے اپنے والد ماجد اورابن منصور عبد الرحمن بن محمد القزاز وغیرہ سے حدیث سُنی، اور تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، تَحصیلِ عُلوم کے بعد آپ نے وَعظ بھی کہا، درس وتدریس کا کام بھی اَنجام دیا، بہت سے عُلماء وفُضلاء آپ سے مُستَفید (متمتع) ہوئے۔

آپ نہایت ہی مُتّقی، مُتَدَیّن (دین دار)، صالح، مُتَشَرّع(شریعت کے مطابق عمل کرنے والے)، پرہیز گار اور صاحبِ رِیاضت ومُجاہدہ تھے، اِنکسار و اِفْتِقار (فقر واحتیاج) اور غُربت وخاموشی کے ساتھ مَوصوف تھے۔ ۵۸۰ھ میں آپ بغداد کو خیر باد کہہ کر جبال چلے گئے، اور وہیں آپ نے سُکونت اِختیار کی۔

وفات: ۱۸ربیع الاوّل ۶۰۲ھ کو جبال میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مَدفون ہوئے، آپ نے عَسقلان کی جنگ میں حصہ لیا اور قُدس کی زیارت سے بھی مُشرّف ہوئے۔ بغداد میں نَقباء آپ کی اَولاد سے ہیں۔[104]

---

[101] (شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، سنة ثلاثة و ثلاثین و ستمائة و 281/7، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق بیروت الطبعة: الأولی، 1406 ھ 1986 ء)

[102] (قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 45/1الی46، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[103] (قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 47/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[104] (قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 43/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

آپ کی اولاد: آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد ہیں آپ کا اِنتقال بھی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جیّد عالم مُستقیمُ الاَحوال (اپنے حال سے مطمئن)، قائمُ اللیل (راتوں کو قیام کرنے والے)، صائمُ النّہار (دن میں روزہ رکھنے والے) تھے، آپ سے لوگوں کو باطنی عُلوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ تھے جن کا نام شیخ صالح شرشیق تھا۔

حضرت شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخۃ النساز ہرہ تھا۔[105]

(4) حضرت شیخ عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تَحصیلِ عُلوم اوردرس وتدریس: آپ نے اپنے والد بزرگوار اورابوالحسن بن خرماد سے حدیث سُنی، اور تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، پھر آپ نے درس وتدریس کا کام شروع کر دیا، حدیث بیان کی، فتوے دیئے، وَعظ کہا، اور تصوُّف میں جَوَاهِرُ الْأَسْرَارِ اور لَطَائِفُ الْأَنْوَارِ وغیرہ کُتُب تصنیف کیں۔

پھر آپ مصر چلے گئے اور وہاں جا کر بھی آپ نے بکمالِ فَصاحت وبلاغت وَعظ گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی۔

اَہالیانِ (اہلیان) مصر میں سے ابوتُراب رحمۃ اللہ علیہ، ربیعہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مسافر بن یَعمر المِصری رحمۃ اللہ علیہ، حامد بن اَحمد الارتاجی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن محمد الفقیہ المُحدّث رحمۃ اللہ علیہ، عبد الخالق بن صالح القرشی الاموی المصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ سے حدیث سُنی۔

مَذاقِ شعروسخن: آپ کو شعر وسُخَن کا بھی مَذاق (رجحان) تھا، چنانچہ مندرجہ ذیل اَشعار آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں:

تَحْمِلُ سَلَامِي نَحْوَ أَرْضِ أَحِبَّتِي　　قُلْ لَهُمُ إِنَّ الْغَرِيبَ مُشَوَّقٌ

یعنی تم میرے اَحباب کی طرف جاؤ، تو اُن سے میرا سلام عرض کر کے یہ کہہ دینا کہ وہ غَریب الوطن تمہارے اِشتیاقِ محبت سے بھرا ہوا ہے۔

فَأَنْ سَأَلُوكُمْ كَيْفَ حَالِي بَعْدَهُمْ　　فَقُولُوا بِنِيرَانِ الْفِرَاقِ حَرِيقٌ

یعنی پھر اگر وہ تم سے میرا اور کچھ حال دریافت کریں، تو کہہ دینا، کہ وہ بس تمہاری آتشِ فراق (جدائیگی کی آگ) سے سَوزاں (جلا ہوا) ہے۔

فَلَيْسَ لَهُ الْأَلْفُ يَسِيرٌ بِقُرْبِهِمْ　　وَلَيْسَ لَهُ نَحْوَ الرُّجُوعِ طَرِيقٌ

یعنی اُس کا کوئی بھی ایسا رَفیق نہیں ہے، جو اُسے اُس کے اَحباب کے پاس پہنچادے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

غَرِيبٌ يُقَاسِي الْهَمَّ فِي كُلِّ بِلَدٍ　　وَمَنْ لِلْغَرِيبِ فِي الْبِلَادِ صَدِيقٌ

یعنی اپنی غُربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مَصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر ہے، کہ بِلادِ اجنبیہ (انجان شہر) میں مسافر کا کون غمخوار بنتا ہے۔

وفات: تاریخِ وفات کے متعلق اِبنِ نجار اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے مزار مبارک پر لکھا دیکھا کہ بارہویں رمضان المبارک ۵۷۳ھ ۱۱۷۸ء کو آپ نے وفات پائی۔[106]

---

[105] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده اولاده، 45/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[106] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده، 42/1الی43، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

آپ کی ذُریّت: بِلادِ حلب خصوصاً قَریہ (بستی) یاعو میں کئی قبیلے ایسے ہیں جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ذُریّت سے ثابت کرتے ہیں، اور عام وخاص بھی اُن کی عزّت ووُقعت کرتے ہیں، مگر اُن کی نسبت بتحقیق معلوم نہیں کہ آیا فی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور کی ذُریّت سے۔[107]

(5) حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ

حضور غَوثِیَّت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تحصیلِ علم: آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ اور قزاز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث سُنی، آپ خُوشنَویس (عمدہ لکھنے والے) تھے، آپ صُوفی مَنِش (درویشانہ طبیعت کے) اور صاحبِ ریاضت ومُجاہدہ تھے، تَشَرُّع واِتّباع (شریعت کے پابند)، تَبَتُّل واِنقطاع[108]، فَقر وقَناعت اوراِنکسار مَسْکَنَت (عاجزی وانکساری) میں یگانۂ وقت تھے۔

وفات: آپ کی وفات عَین عالمِ شَباب (جوانی) میں مُؤرَّخہ ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ کو ہوئی اور بغداد کے اندر ہی محلّہ حلبہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مَدفون ہوئے۔[109]

(6) حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ کی ولادت ۵۵۰ھ میں ہوئی۔

علم وفضل: آپ نے اپنے والدِ ماجد اور شیخ محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا اور حدیث سُنی، آپ حُسنِ سیرت ومَکارمِ اَخلاق میں یگانہ (تن تنہا) واِنکسار وایثارِ نفس میں مُنفرِدِ وقت تھے۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے اِستِفادہ (فائدہ) ہوا، آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، آپ اپنے صِغر سَن (بچپن) سے ہی مصر چلے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تولّد (پیدا) ہوئے، جس کا آپ نے عبد القادر نام رکھا تھا، پھر آپ اپنی کِبر سَنی (جوانی) میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادمِ حیات (ساری زندگی) یہیں پر مُقیم (رہائش پذیر) رہے۔

بشارتِ ولادت: شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت عَلیل (بیمار) ہوئے، حتیٰ کہ نَصیبِ اَعداء[110] بچنے تک کی کوئی اُمید باقی نہ رہی اِس لئے ہم سب آپ کے اِرد گرد بیٹھے ہوئے آبدیدہ (اشک بار) ہو رہے تھے، کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر اِفاقہ ہوا، آپ نے فرمایا کہ میں ابھی مروں گا نہیں، تم گریہ وزاری نہ کرو، میری پُشت میں ابھی یحییٰ باقی ہے اُس کا تولُّد (پیدا) ہونا ضروری ہے۔

وفات: آپ نے ۶۰۰ھ میں وفات پائی، اوراپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں اپنے برادرِ مکرم شیخ عبد الوہاب کے ہم پہلو مَدفون ہوئے۔[111]

(7) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

---

[107] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذریته بقریة یاعو ببلاد الحلب، 55/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[108] اللہ کے سوا سب سے منقطع ہو کر ہمہ تن خدا کی عبادت میں لگے رہنے کی حالت۔

[109] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اولاده، 43/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[110] جب کسی عزیز کی بیماری یا بُری خبر کا ذکر کرتے ہیں اس وقت یہ کلمہ اس کے ساتھ بولتے ہیں۔

[111] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولاده، 44/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

ولادت: آپ کی ولادت ربیع الاوّل ۵۳۵ھ میں ہوئی۔

علم دین: آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن النبار رحمۃ اللہ علیہ سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اور حدیث سُنی، آپ دمشق میں چلے گئے تھے، اور وہیں آپ نے تَوطُّن (رہائش) بھی اختیار کیا، آپ وہاں اِفادہ وافاضۂ طالبین (طلباء کو مستفیض کرنے) میں مشغول رہے، آپ کثیر السُّکوت (زیادہ تر خاموش رہنے والے) اور طویل المُراقبہ تھے، اِنکسار واِقتِقار سے متّصِف تھے، مذہب آپ کا حنبلی تھا۔

وفات: اخیرِ عمر میں آپ اَمراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے، شروع جمادی الآخر ۶۱۸ھ محلہ عقیبیّہ دمشق میں آپ نے وفات پائی، مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں آپ مدفون ہوئے آپ نے اپنے برادران میں سب سے اَخیر میں وفات پائی۔[112]

(8) حضرت شیخ ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا، اور حدیث سُنی، آپ صاحبِ ذَوق و مَواجید اور صاحبِ سُرور ووَلولہ تھے، رات کے وقت اکثر طور پر توبہ واِستغفار اور گریہ وزاری میں گذارا کرتے تھے، غُربت وخاموشی کے ساتھ موصوف تھے، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے فناؤ بقا حاصل ہوئی، آپ واسط چلے گئے اور ۵۹۲ھ ۱۱۹۷ء میں وہیں پر وفات پائی۔[113]

(9) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے والد ماجد سے تَفقّہ (علم فقہ) حاصل کیا اور سعید بن البنا اور ابوالوقت وغیرہ شُیوخ سے حدیث سُنی۔ بہت سے لوگ آپ سے مُستفید ہوئے۔ ۲۵ ذیقعد ۶۰۰ھ کو بغداد میں اِنتقال ہوا اور وہیں مقبرہ میں مدفون ہیں۔[114]

(10) شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

(11) شیخ صالح رحمۃ اللہ علیہ

(12) شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

اِن دونوں کا ذکر ''فتوح الغیب'' میں ہے لیکن تاریخ ولادت ووفات معلوم نہیں۔[115]

(13) حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن النباء رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سُنی، آپ ظاہری وباطنی عُلوم کے جامع اور صاحب ریاضت ومُجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فُیوض وبرکات حاصل کئے۔

آپ کی ولادت ۵۰۸ھ کو ہوئی، اور ۱۷ صفر ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء کو بغداد کے اندر آپ نے اِنتقال فرمایا۔[116]

---

[112] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 44/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

[113] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 44/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

[114] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 44/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

[115] ۔(فتوح الغیب، بیان اولادہ، 136/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

[116] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ذکر اولادہ، 44/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

آپ کے والد گرامی حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیاز مندوں سے تھے لیکن اولاد سے محروم تھے بارگاہِ غَوثیت مآب میں عرض کر دی تو آپ نے فرمایا کہ اپنا کاندھا میرے کاندھے سے ملائے۔ فرمایا کہ میرا ایک بیٹا میری پُشت میں تھا وہ آپ کو دے دیا۔ اِس معنیٰ پر حضرت شیخِ اکبر اِبنُ العَربی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی اَولاد سے ہیں۔ آپ بڑے ولی کامل اور اِمام المکاشفین مشہور ہیں دمشق میں مزار ہے۔ فقیر بارہا آپ کے مزار کی زیارت سے مُشرّف ہوا ہے۔

وصال: حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مبارک عبادت وطاعَتِ الٰہی میں بَسر ہوئی۔ بغداد شریف میں ۸ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ۱۱۶۵ء شبِ ہفتہ میں وِصال ہوا اور رات کو ہی مَدفون ہوئے۔ اِبنُ الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ رات کو مَدفون ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِژدہامِ کثیر (لوگوں کا کثیر مجمع) تھا۔ یہاں تک کہ بغداد کی گلیاں، کُوچے، بازار اور گھروں میں آدمی ہی آدمی تھے۔ تِل دھرنے کی (بالکل بھی) جگہ نہ تھی مجبوراً رات کو ہی دفن کرنا پڑا۔ اِبنُ النجار نے فرمایا کہ آپ کی تجہیز وتکفین سے رات کو فراغت ہوئی اور آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی اولاد، تلامذہ (شاگرد)، مُریدین، خُلفاء اور بیشمار مخلوق نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کے مدرسہ میں ہی آپ کو دفنایا گیا اور رات کو ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔ دن چڑھے دروازہ کھولا تو بیشمار خلقِ خدا اُمڈ پڑی اور سارا دن عوام مزار کی زیارت سے مُشرّف ہوتے رہے۔[117]

آپ کی وفات شریف مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی امر اللہ بن المستظہر باللہ العبّاسی کے دورِ حکومت میں ہوئی۔[118]

تَبصِرہ اویسی غُفِرَلَہ: مُصنّف نے ۸ ربیع الآخر وفات لکھی ہے حالانکہ دوسری اکثر کُتُب میں ۱۱ ربیع الآخر مشہور ہے۔

۵۶۱ھ ۱۱۵۵ء کو آپ بیمار ہوگئے۔ عَلالَت (بیماری) کے دوران آپ کے صاحبزادہ والا شان حضرت سیّدی شیخ عبد الوہاب علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا حضور والا! مجھے کچھ وصیّتیں اِرشاد فرمایئے جس پر آپ کے اِنتقال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ وَطَاعَتِهِ وَلَا تَخَفْ أَحَدًا التَّوْحِيدُ التَّوْحِيدُ وَإِجْمَاعُ الْكُلِّ عَلَى التَّوْحِيدِ"[119]

یعنی اے برخوردار! اللہ کے تقویٰ کو اپنے پر لازم کرو۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو، توحید کو لازم پکڑو، کہ اُس پر سب کا اتفاق ہے، نیز فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اُس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اُس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔

بعد ازیں آپ نے اِرشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ یعنی اللہ کریم کے ساتھ ہوں۔ نیز فرمایا بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اُن کے لئے جگہ فراخ کر دو۔ اور اُن کے ساتھ ادب سے پیش آؤ۔ اِس جگہ بہت بڑی رحمت ہے۔ اُن پر جگہ کو تنگ نہ کرو۔ بار بار آپ یہ اَلفاظ فرماتے تھے۔

شیخ ابو القاسم ولف بن اَحمد بن محمد بغدادی حریمی بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا شیخ محیّ الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں بیمار ہوگئے۔ جب دوشنبہ (پیر) کو اُنتیس (۲۹) تاریخ ہوئی۔ اور ہم بھی آپ کے پاس تھے اور اُس دن شیخ علی بن ابی نصر الہیتی، شیخ نجیب الدین عبد القاہر سہروردی، شیخ ابو الحسن جوسقی اور قاضی ابو یعلےٰ محمد بن محمد بن عبد البراء بھی حاضرِ خدمت تھے۔ ایک شخص صاحبِ وقار آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا:

---

[117] (سیرت اقطاب اربعہ، (مترجم)، وفات، 27/1، مطبوعہ فروغ اِسلام یوپی، سن اشاعت، 1433ھ/2012ء)

[118] (قلائد الجواہر، (مترجم)، سن وفات، 21، مطبوعہ شبیر برادرز، سن اشاعت، مارچ 2006ء)

[119] ۔(فتوح الغیب، تکملۃ ذکر وصایاہ، 130/1، مطبوعہ المصطفی البانی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعۃ الثالثۃ، 1375ھ/1956ء)

"اے اللہ کے ولی اَلسَّلَا مُ عَلَیْکَ، میں ماہ رمضان ہوں۔ آپ سے اِس اَمر کی معافی چاہتا ہوں، جو آپ پر مجھ میں مُقدَّر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔"[120]

اس کی تصدیق آپ کے قصیدہ غَوثیہ شریف کے اِس شعر سے ہوتی ہے:

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ ۔۔۔ تَمُرُّ وَتَنْقَضِي الْآتِي[121]

یعنی کوئی مہینہ اور زمانہ نہیں گذرتا کہ وہ میرے پاس نہ آئے۔

تاریخ وفات: حضرت کی تاریخِ وفات تو مختلف شُعَراء(شاعروں) نے قلم بند کی ہے مگر خوفِ طَوالت سے ایک دو پر ہی اِکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعر یوں لکھتا ہے:

سلطانِ عصر شاہِ زماں قُطْب اَولیاء * کامد وفات روز قیامت علامتے

تاریخ سال وقت وفاتش جوخواستم * گفتاسروش غیب وَفاتش قیامتے

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے، ایک ہی بَیت میں آپ کی تاریخ ولادت، تاریخِ وفات اور مقدارِ عمر کمالِ فصاحَت سے قلم بند کر دی ہے۔

وَهُوَ هٰذَا : إِنَّ بَازَ اللهِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ ۔۔۔ جَاءَ فِي عِشْقٍ وَمَاتَ فِي كَمَالٍ

یعنی بیشک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور اُس نے کمال میں وفات پائی۔[122]

اِس بَیت میں کلمۂ عشق کے اَعداد چار سو ستّر(۴۷۰) ہیں، جو آپ کی تاریخِ ولادت ہے، اور کلمۂ کمال کے عدد اِکانوے(۹۱) ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمۂ عشق کو کلمۂ کمال کے ساتھ ملانے سے پانچ سو اکسٹھ(۵۶۱) اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخِ وفات ہے۔

شیخ رِفاعی رحمہ اللہ کی مدح سرائی: شیخ محمد بن یحییٰ القادنے اپنی کتاب "قلائد الجواہر" میں لکھا ہے کہ شیخ عبد اللہ البطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضور غَوثِ اَعظَم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں اُمّ عبیدہ(نام مقام) گیا اور حضرت غَوثِ زماں شیخ اَحمد رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چند روز مُقیم رہا۔ ایک دن مجھے شیخ رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مَناقِب بیان کیجئے۔ میں نے چند مَناقِب عرض کئے۔ ہماری گفتگو کے دوران ایک شخص آیا اور کہا کہ اِس شیخ یعنی اَحمد رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا باقی کسی کے مَناقِب ہمارے سامنے بیان نہ کر۔ شیخ اَحمد رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس شخص کی طرف غضبناک ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے وہ تو دائیں جانب بحرِ شریعت(شریعت کے سمندر) اور بائیں جانب بحرِ حقیقت(حقیقت کے سمندر) ہیں وہ جس طرف سے چاہیں چُلّو بھر لیں۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیّدنا رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا کہ آپ ہمیشہ اپنے بھائی کی اولاد یعنی ابراہیم اعزب کی اولاد اور دیگر برادران اور ان کی اولاد اور اپنے مُریدوں کو حضور غَوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وصیّت کرتے رہتے تھے۔ ایک دن ایک شخص آپ سے بغداد کے سفر کے لئے آپ سے رُخصت ہو رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا جب تم بغداد میں جاؤ تو سب سے پہلے اگر حضرت غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوں تو اُن کی زیارت کرو اور اگر

---

[120] (بهجة الاسرار ، ذكر كلمات اخبرها عن نفسه . . . 51/1 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

[121] (تذکرہ قادریہ ، قصیدہ غوثیہ ، 311/1 ، مطبوعہ درگاہ غوثیہ کوئٹہ (پاکستان)

[122] (سیرت غوث پاک از محمد داؤد فاروقی ، سن وفات 50/1 ، مطبوعہ دار الاشاعت "الفیض" امر تسر ، سن طباعت 1345ھ/1926ء)

فوت ہو چکے ہوں تو اُن کی قبر انور کی زیارت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا وعدہ ہے کہ جو شخص بغداد جائے اور آپ کی زیارت نہ کرے اُس کا حال سَلب ہو جائے گا (چھن ہو جائے گا)، اگرچہ مرنے کے کچھ ہی پہلے سَلب ہو جائے (چھن جائے)، اُس کے بعد غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرمایا کہ بے نصیب ہے وہ جس نے آپ کی زیارت نہ کی۔[123]

شیخ اَحمد رِفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا خیال: شیخ محمد بن الخضر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ اُنہوں نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں تھا کہ دفعتاً (اچانک) شیخ اَحمد رِفاعی علیہ الرحمۃ کی زیارت کا دل میں خیال آیا تو آپ نے فرمایا: ''يَا خَضِرُ هَاتِرِي الشَّيْخَ أَحْمَدَ'' یعنی اے خضر! لو شیخ اَحمد کی زیارت کر لو۔

میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ذِی وقار بزرگ نظر آئے۔ میں نے اُٹھ کر اُن کو سلام عرض کیا اور اُن سے مُصافحہ کیا۔ تو شیخ اَحمد رِفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے فرمایا:

''يَا خَضِرُ، مَنْ يَرَى الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ سَيِّدًا وَأَوْلِيَاءَ اللهِ تَعَالَى يَتَمَنَّى رُؤْيَتِي، وَهَلْ أَنَا إِلَّا مِمَّن رَعِيَتَهُ؟''

یعنی اے خضر! جو شخص شہنشاہ اَولیاء اللہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مُشرّف ہو اُس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو؟ اور میں بھی حضرت کی ہی رَعِیّت (نوکروں) میں سے ہوں۔ یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت غَوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جب شیخ اَحمد رِفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل وصورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف آپ کی آستین میں دیکھا تھا۔ حاضر ہونے پر شیخ اَحمد رِفاعی علیہ الرحمۃ نے مجھے اِرشاد فرمایا: ''أَلَمْ تَكْفِكَ الْأُولَىٰ؟'' یعنی کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی؟[124]

أَزْ خَطَإٍ وَسَهْوٍ آمِنٌ أَمَدِي! مُؤْمِنًا يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ شُدِي

یعنی اے مومن نورِ الٰہی سے دیکھنے والی آنکھ پیدا کر پھر ہر خطا و سَہو (بھول چوک) سے بے غم ہو جا۔

مزید اِمام اَحمد رضا مُحدّث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہ کا رسالہ ''طرد الا فاعی'' کا مطالعہ فرمائیے۔[125]

دیگر اَولیاء کرام کی مدح سرائی:

(۱) ابو الربیع سلیمانی مالقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر سردار زمانہ ہیں مقامِ غِنا کے مردِ کامل ہیں اور اِس شعبہ کا آپ کو بہت بڑا علم حاصل ہے اور بڑے بلند قدر معانی کے حامل ہیں۔[126]

---

123) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ثناء الشیخ اَحمد رفاع علیه، 66/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

124) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، ثناء الشیخ اَحمد رفاع علیه، 65/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

125) (فتاوی رضویه، طرد الافاعی عن حمی هادِ رفع الرِفاعی، 367/28، مطبوعه رضا فاؤنڈیشن لاهور، سن اشاعت 1425ھ/2005ء)

126) (سر الأسرار ومظهر الأنوار فیما یحتاج الیه الأبرار، ص292، دار الکتب العلمیة، 2010ء)

(۲) ابو طاہر محمد بن الحسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ قرشی سے کہا کہ شیخ عبد القادر سردارِ زمانہ ہیں اُنہوں نے فرمایا ہاں بلکہ آپ جُملہ (تمام) اَولیاء سے اَعلیٰ واَکمل ہیں اور عُلماء میں آپ وَرع (متقی) وزاہد ہیں اور عارفین کے تو پیشوا اور اُن سے اَعلم و اَتم ہیں اور مَشائخ میں اَمکن (طاقتور) و اِقْویٰ (زور آور) ہیں۔[127]

(۳) شیخ ابو الحسن جوسقی نے فرمایا کہ میرے کان بہرے ہوں اور میری آنکھیں اندھی ہوں اگر میں نے سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا کوئی اور دیکھا ہو۔[128]

مُصَنِّف نے اِسی پر رسالہ ختم کیا، فقیر چند اضافے کرتا ہے تاکہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نذرانہ پیش ہو اور نظر کرم ہو گئی تو فقیر کا بیڑا پار ہے۔

ہمارے دور میں بعض بدبخت سیّدنا غَوثِ اَعظَم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے کی فکر میں ہیں اور خود کو کہلواتے بھی ہیں، نیاز مندانِ اَولیاء۔ لیکن وہ اپنی بربادی ہی کر رہے ہیں ورنہ حضور غَوثِ اَعظَم رضی اللہ عنہ کے لئے بھی یہ شعر خوب ہے:

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مِٹ جائیں گے اعداء تیرے　　نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا، کبھی چرچا تیرا[129]

اضافہ اویسی غُفِرَلَہ: كَلَامُ الأَوْلِيَاءِ فِي مَنَاقِبِ غَوْثِ الْوَرَى (رضی اللہ عنہم)

غَوثِ اَعظَم درمیان اولیا * چُوں محمد درمیانِ انبیاء

گویم کمالِ توچہ غَوث الثقلینا * محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حُسینا

عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ایں بارگاہ حضرت غَوث الثقلین است * نقد کمر حیدر و نسل حسین است

مادرش حسینی نسب است وپدر او*از اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

حضور سلطان الھند خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ:

یاغَوث ِمعظم، نور ھدیٰ، مختار نبی، مختار خدا*سلطان دوعالم قُطب علی حیراں زجلالت ارض وسما

حضرت علی اَحمد صابر کَلْیَری رحمۃ اللہ علیہ:

من آمدم بہ پیش توسلطانِ عاشقاں ذاتِ توہست قبلئہ ایمانِ عاشقاں

حضرت بَہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

بیکسا نر اکس اگر جوئی تودردنیا ودیں * ہست محیّ الدین سیّد تاج سرداراں یقیں

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ:

شفیع امت وسروربودآں شاہِ جیلانی*تعالی اللہ چہا قدرت خدائش کروارزانی

شیخ عبد الحق مُحدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ:

---

[127] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، تعرض الشیطان له، 21/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[128] (سر الأسرار ومظهر الأنوار فیما یحتاج الیه الأبرار، ص292، دار الکتب العلمیة، 2010ء)

[129] (حدائق بخشش از اعلی حضرت امام اَحمد رضا خان، 29، مطبوعه مکتبة المدینه، سن اشاعت، 1433ھ/2012ء)

غَوث ِاَعظَم دلیلِ راہِ یقیں * کُن یقین رہبرِ اکابرِ دیں[130]

شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ:

گرکسے واللہ بعالم ازمے عرفانی است * ازطفیلِ شہِ عبدالقادرگیلانی است[131]

خواجہ قُطب الدین بَختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ:

قبلہ اہل صفا غَوث الثقلین * دستگیر ہمہ جا حضرت غَوث الثقلین[132]

صاحب بَہجۃ الاَسرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَلَهُ الْمَمَاجِدُ وَالْفَخَارُ الْأَفْخَرُ وَلَهُ الْحَقَائِقُ وَالطُّرُقُ فِي الْهُدَى

وَلَهُ الْمَعَارِفُ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهُرُ[133]

یعنی آپ اُن بندوں میں سے تھے، جن کا مرتبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے، محاسن اَخلاق اور فضائلِ عالیہ آپ کو حاصل تھے، حقیقت وطریقت کے آپ راہنما تھے اور آپ کے حقائق ومعارِف ستاروں کی طرح روشن ہے۔

اِن کے علاوہ اَولیائے عَرب وعجم مُعاصِرین(ہم زمانہ لوگ) اور مُتقدّمین ومتاخّرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں بہت کچھ فرمایا۔ فقیر کا مجموعہ ''كَلَامُ الْأَكَابِرِ فِي مَنَاقِبِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ'' پڑھئے۔

آخری گذارش: جی توچاہتا ہے کہ بہت کچھ لکھوں لیکن چونکہ یہ رسالہ ایک عربی اَقطابِ اَربعہ کے ایک جُزو کا ترجمہ ہے اِسی لئے اُس کی ترجمانی کی حد تک اتنا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ناشر کو اللہ تعالیٰ دارَین کی فلاّح وبَہبودی نصیب فرمائے اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ اِستفادہ کا موقعہ بخشے۔(آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح **محمد فیض اَحمد اُویسی رضوی** غُفِرَلَہٗ

بہاول پور، پاکستان

۲ جمادی الآخرہ ۱۴۲۱ھ ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ

---

130)(سیرت غوث پاک از محمد داؤد فاروقی، ج 1ص 11 الی 14 ، مطبوعہ دار الاشاعت "الفیض" امر تسر ، سن طباعت 1345ھ/1926ء)

131)(سیرت غوث پاک از محمد داؤد فاروقی، 13/1 ، مطبوعہ دار الاشاعت "الفیض" امر تسر ، سن طباعت 1345ھ/1926ء)

132)(سیرت غوث پاک از محمد داؤد فاروقی، 11/1 ، مطبوعہ دار الاشاعت "الفیض" امر تسر ، سن طباعت 1345ھ/1926ء)

133)(مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، سنۃ احدی وستین وخمس مائۃ، 263/3 ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت ، الطبعۃ: الأولی، 1417 ھ 1997ء)